خبر دار بوسیدہ وناقابل قرأت قرآن مجید کتب حدیث وفقہ جلانے کی ممانعت

قرآن مجید، احادیث مبارکہ، فقہ اور مقدس اوراق کی عزت سب مسلمانوں پر فرض ہے یعنی ایسے اوراق کو جمع کرنا اور شرعی طریقے سے سنبھالنا بہت ضروری ہے ایک اچھا شرعی طریقہ یہ ہے کہ ایسی جگہ پر دفن کرنا چاہیئے کہ کوئی چیز اس کے اوپر بے ادبی کا باعث نہ بنے۔

قال اصحابنا الحنفیۃ ان المصحف اذابلی بحیث لاینتفع بہ یدفن فی مکان طاھر بعید عن وطئھا الناس۔[1]

دینی کتب رسائل ومجلات اوراخبارات کہ جن میں اللہ جل جلالہ اوررسول اللہ ﷺ کے اسماء گرامی لکھے ہوں یا قرآن کریم کے اوراق مقدسہ اتنے شکستہ وبوسیدہ ہوچکے ہوں کہ انہیں پڑھنا یا تلاوت کرنا ممکن نہ رہے ان کی بے حرمتی حق تلفی اور ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہو تو بھی انہیں جلایا نہیں جائے گا بلکہ نہایت ادب کے ساتھ صاف ستھرے کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کر دیا جائے گا جہاں نہ نجاست وگندگی پہنچنے کا خوف ہو اور نہ انسانوں یاچوپایوں کے پاؤں تلے روندے جانے کا اندیشہ ہو۔

چنانچہ علامہ ابن عابدین محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (متوفیٰ ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي الذَّخِيرَةِ: الْمُصْحَفُ إذَا صَارَ خَلَقًا وَتَعَذَّرَ الْقِرَاءَةُ مِنْهُ لَا يُحْرَقُ بِالنَّارِ إلَيْهِ أَشَارَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ، وَلَا يُكْرَهُ دَفْنُهُ، وَيَنْبَغِي أَنْ يُلَفَّ بِخِرْقَةٍ طَاهِرَةٍ، وَيُلْحَدَ لَهُ لِأَنَّهُ لَوْ شُقَّ وَدُفِنَ يَحْتَاجُ إلَى إهَالَةِ التُّرَابِ عَلَيْهِ، وَفِي ذَلِکَ نَوْعُ تَحْقِيرٍ إلَّا إذَا جُعِلَ فَوْقَهُ سَقْفٌ وَإِنْ شَاءَ غَسَلَهُ

---

[1] (عینی البخاری جمع القرآن ص ۲۰۶ والدرالمختار ج ا ص ۱۱۹ والذخیرۃ ثم الشامی ص ۱۱۹ ج ا وسراجیۃ ص ۵ ج ۳ وغرائب برفتاوی برھنہ ص ۳۱۳ والدرالمختار ص ۱۷۲ ج والدفن احسن شامی ص ۱۱۹ وکذلک المصحف لیس دفنہ اھانۃ لہ بل ذلک اکرام خوف من الامھان اہ۔شامی قبیل المیاہ ج ا ص ۱۱۹)

بِالْمَاءِأَوْ وَضَعَهُ فِي مَوْضِعٍ طَاهِرٍ لَا تَصِلُ إلَيْهِ يَدُ مُحْدِثٍ وَلَا غُبَارٌ، وَلَا قَذَرٌ تَعْظِيمًا لِكَلَامِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اھ۔

اورالذخیرہ میں ہے کہ مصحف جب پرانا ہو جائے اوراس سے پڑھنا دشوار ہو جائے تو اسے آگ میں نہ جلایا جائے۔امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے جسے ہم اختیار کر رہے ہیں اور اس کا دفن کرنا مکروہ نہیں ہے اور اسے صاف ستھرے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہیئے اور اس کیلئے لحد (بغلی قبر) بنائی جائے کیونکہ اگر زمین کو کھود کر گڑھا کھود کر دفن کریں گے تو اس پر مٹی یا ریت ڈالنا پڑے گی تو یہ بھی ایک قسم کی بے ادبی ہے سوا اسکے پہلے اس پر چھت پر بنائی جائے اور پھر اس پر مٹی ڈالی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر چاہے تو ان بوسیدہ اوراق مقدسہ کی روشنائی کو پانی سے دھو ڈالیں (اور پانی کو کسی صاف جگہ پر پھیلا دیں، بہا دیں یا پودوں کو ڈال دیں) یا اسے اللہ تعالیٰ کے کلام مقدس کی تعظیم کرتے ہوئے کسی پاک جگہ پر رکھ دے وہاں کسی ناپاک شخص کے ہاتھ غبار اور گندگی نہ پہنچ پائے۔[2]

فقہائے احناف کا موقف موسوعۃ الفقہ الاسلامی میں یوں بیان ہوا ہے:

أقال الحنفية لاتحرق المصاحف اذاصار المصحف خلقاای بالیاأوتعذرت قرأته فلایحرق بالنار بل یجعل فی خرقةطاهرة ویدفن۔

یعنی احناف کہتے ہیں کہ جب قرآن کریم پرانا بوسیدہ یا کرم خوردہ وبدبودار ہو جائے تو اسے جلایا نہیں جائے گا بلکہ کسی صاف ستھرے کپڑے میں رکھ کر باندھ کر دفن کر دیں گے البتہ اگر ایسے اوراق اور صحائف جرائد واخبارات رسائل ومجلات اور کتب دینیہ سے مقدس ومتبرک نام مٹا کر انہیں جلا دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

[2] (ردالمحتار علی الدر المختار ج٦ ص ٤٢٢ دار الفکر-بیروت)

چنانچہ امام محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمٰن علاؤالدین الحنفی الحصکفی (متوفی ۱۰۸۸ ھ) لکھتے ہیں:

الْكُتُبُ الَّتِي لَا يُنْتَفَعُ بِهَا يُمْحَى عَنْهَا اسْمُ اللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَيُحْرَقُ الْبَاقِي وَلَا بَأْسَ بِأَنْ تُلْقَى فِي مَاءٍ جَارٍ كَمَا هِيَ أَوْ تُدْفَنَ وَهُوَ أَحْسَنُ كَمَا فِي الْأَنْبِيَاءِ۔

وہ کتابیں رسائل ومجلات جرائد واخبارات ودیگر بوسیدہ کاغذات کہ جن سے کوئی فائدہ اٹھانا ممکن نہیں ہے ان سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں کے مقدس ومتبرک اسماء گرامی مٹاکر کھرچ کر باقی حصہ جلا دیا جائے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ انہیں بہتے پانی میں ڈال دیا جائے یا دفن کر دیا جائے اور یہ دفن کرنا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہے۔[3]

علامہ شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَا يَجُوزُ لَفُّ شَيْءٍ فِي كَاغِدٍ فِيهِ مَكْتُوبٌ مِنْ الْفِقْهِ، وَفِي الْكَلَامِ الْأَوْلَى أَنْ لَا يُفْعَلَ، وَفِي كُتُبِ الطِّبِّ يَجُوزُ، وَلَوْ كَانَ فِيهِ اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ اسْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَيَجُوزُ مَحْوُهُ لِيُلَفَّ فِيهِ شَيْءٌ، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ. وَلَوْ مَحَا لَوْحًا كُتِبَ فِيهِ الْقُرْآنُ وَاسْتَعْمَلَهُ فِي أَمْرِ الدُّنْيَا يَجُوزُ، وَقَدْ وَرَدَ النَّهْيُ عَنْ مَحْوِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى بِالْبُزَاقِ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ۔

جس کاغذ میں مسائل فقہ لکھے ہوں تو اس میں کسی چیز کا لپیٹنا جائز نہیں اور اگر کلام مقدس لکھا ہو تو بطریق اولیٰ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں طب کی کتابوں میں ایسا کرنا جائز ہے اور اگر کسی کاغذ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا نام یا رسول اللہ ﷺ کا نام لکھا ہو تو اس تحریر کو مٹانا جائز ہے کہ اس میں کوئی چیز لپیٹی جائے۔ قنیہ میں اس طرح ہے کہ اگر ایسی تختی یا بلیک بورڈ وغیرہ کہ جس پر قرآن پاک

[3] (رد المحتار علی الدر المختار ج ٦ ص ٤٢٢ دار الفکر - بیروت)

لکھا ہوا ہو اسے مٹا کر دنیاوی کاموں میں استعمال کیا جائے تو جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کو تھوک سے مٹانا منع ہے غرائب میں اس طرح ہے۔[4]

(قَوْلُهُ: يُدْفَنُ) أَيْ يُجْعَلُ فِي خِرْقَةٍ طَاهِرَةٍ وَيُدْفَنُ فِي مَحَلٍّ غَيْرِ مُمْتَهَنٍ لَا يُوطَأُ. وَفِي الذَّخِيرَةِ وَيَنْبَغِي أَنْ يُلْحَدَ لَهُ وَلَا يُشَقَّ لَهُ، لِأَنَّهُ يَحْتَاجُ إلَى إهَالَةِ التُّرَابِ عَلَيْهِ، وَفِي ذَلِكَ نَوْعُ تَحْقِيرٍ إلَّا إذَا جُعِلَ فَوْقَهُ سَقْفٌ بِحَيْثُ لَا يَصِلُ التُّرَابُ إلَيْهِ فَهُوَ حَسَنٌ أَيْضًا اهـ. وَأَمَّا غَيْرُهُ مِنْ الْكُتُبِ فَسَيَأْتِي فِي الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ أَنَّهُ يُمْحَى عَنْهَا اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَيُحْرَقُ الْبَاقِي وَلَا بَأْسَ بِأَنْ تُلْقَى فِي مَاءٍ جَارٍ كَمَا هِيَ أَوْ تُدْفَنُ وَهُوَ أَحْسَنُ. اهـ[5]

حاصل یہ ہے کہ قرآن جلانا منع ہے جیسا کہ بریقہ محمودیہ ص۱۹۹ ج۴ میں ہے اس طرح بہت سی کتابوں میں لکھا ہے اگر بنفسہ جلانے کا جواز تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی فی زمانا سبب وقوع فتنہ بین المسلمین ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

نیز احترام وبے حرمتی کا مدار عرف پر ہے اور عرف موجود میں احراق یعنی جلانا انتہائی درجہ کی بے حرمتی سمجھا جاتا ہے۔(واللہ ورسولہ اعلم عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)[6]

(العطایا السیفیۃ فی فتاویٰ النقشبندیۃ، حصہ چہارم)

---

[4](الفتاوی الهندية ج۵ ص ۳۲۲ باب الخامس فی آداب المسجد و القبلة و المصحف دار الفكر)

[5](رد المحتار على الدر المختار ج ۱ ص ۱۷۷ دار الفكر-بيروت)

[6](احسن الفتاویٰ ص ۱۳ ماهنامه بشارص ۸۷ مؤسس و مدیر ڈاکٹر محمد اویس معصومی ستمبر ۲۰۱۸)

حضرت علامہ رئیس المحققین ماحی البدعۃ محی السنۃ شمس العلماء قدوۃ علماء اہل السنۃ والجماعت مفتی محمد داؤد دامت برکاتہم العالیہ "تعظیم قرآن اور مقدس اوراق کے احکام" میں لکھتے ہیں:

بوسیدہ مصحف شریف کو جلانا جائز نہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے انسانوں کی رسد وہدایت کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہ السلام مبعوث فرمائے جو اپنے اپنے دور میں توحید الٰہی کی دعوت دیتے رہے اور وحدانیت الہیہ کا علم بند کرتے رہے ان نفوس قدسیہ میں جنہیں اللہ رب العزت نے تاج رسالت سے مزین فرمایا ان پر کتب وصحائف بھی نازل فامائے اور سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا ومولی سید عالم نور مجسم شفیع معظم جناب محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو تاج ختم نبوت عطا فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور قرآن حکیم جیسی لاریب بے عیب کتاب مبین عطا فرمائی جس کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لے لی۔

جس طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ادب واحترام، تعظیم وتکریم تمام مسلمانوں پر فرض وواجب ہے اسی طرح کلامِ الٰہی سرچشمہِ ہدایت قرآن مجید، برہانِ رشید کا ادب احترام اور تعظیم فرض ولازم ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تعظیم کی طرح قرآن مجید کی تعظیم بھی ایمان مسلم ہے اور یہ بات اتنی مبرہن وواضح ہے جو کہ کسی بھی دلیل کی محتاج نہیں لیکن شومئ قسمت کہ اس پر فتن دور میں جہاں ہر طرف بانی اسلام، صاحبِ قرآن، نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذاتِ ستودہ والا صفات پر حمل ہو رہے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی وگستاخی کی ہرزہ سرائی کی جارہی ہے وہاں ہی قرآنِ مجید کی مختلف طریقوں کے ساتھ توہین وبے ادبی کا ارتکاب ہو رہا ہے آپ چشمِ حق بین

سے گرد و پیش کا نظارہ کریں تو آپ پر بھی حقیقت آشکارہ ہو جائے گی کہ قرآن مجید کی کتنی زیادہ بے ادبی و توہین ہو رہی ہے کہیں قرآم مجید کے اصلی قرآن ہونے کا انکار کر کے توہین جاری ہے۔ (کماظھر من کتب الرافضۃ و افواھم) اور کہیں قرآن مجید کے معنی بدل کر من مانی تفسیر کر کے اور قرآن مجید کے غلط گستاخانہ ترجمے شائع کر کے قرآن حکیم کی بے ادبی کی جارہی ہے۔ اسی طرح آپ اخبارات میں دیکھیں تو قرآن مجید کی بے ادبی ہو رہی ہے اشتہارات، کارڈ و غیرہ کو دیکھیں تو یہی معاملہ ہے اسی طرح مختلف اداروں کی دیواروں کو دیکھیں تو وہاں پر بھی آپ کو گندے نالوں کے اوپر آیاتِ قرآنیہ لکھی ہوئی نظر آئیں گی جن کی بے ادبی ہو رہی ہے ایسی گندگی و غلاظت والی جگہ پر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم لکھنا ہی بے ادبی سے خالی نہ تھا پھر اس پر ظرفہ یہ کہ جب بارش ہوئی ہے تو مکتوبات آیاتِ قرآنیہ سے روشنائی گھل کر گندے نالے نجاست والے پانی میں بہہ جاتی ہے (والعیاذ باللہ رب العالمین) اس سے بڑھ کر قرآن مجید کی اور کیا بے ادبی ہو گی کلمہ گو خود اپنے ہاتھوں سے بے ادبی کا وبال خرید رہے ہیں یہ بے ادبی کا طوفان تو مسلمانوں کے علاقوں میں بپا ہے تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ جو لوگ اسلامی، بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور قرآن مجید کے ہیں ہی دشمن ان لوگوں کے ہاں قرآن مجید کی کس قدر زیادہ بے ادبی و توہین ہوتی ہو گی۔

قارئین کرام!

آپ خود اس حقیقت سے آشنا و واقف ہوں گے کہین ڈنمارک میں قرآن مجید کو بیت الخلاء وغیرہ نجس مقامات میں پھینک کر بے ادبی کا ارتکاب کیا جاتا ہے کہیں یہود و نصاری کفار نابکار اور ان کے پالتو ایجنٹ مرزائی قادیانی مرتد کفار مستحق عذاب نار قرآن حکیم کے مقابلے میں الفرقان نامی

کتاب چھاپ کر قرآن مجید کے معانی میں تحریف کرکے بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہیں اس طرح کہیں دشمن اسلام امریکہ کے اندر ٹیڑی جونز ازلی بدبخت شقی القلب قرآن مجید کو (معاذ اللہ رب العالمین) نذر آتش کرکے بے ادبی وتوہین کا ارتکاب کرتا ہے اور اسی طرح ماضی قریب کے

ہندوستان وعرب کے وھابی مفتی بوسیدہ قرآن مجید جلانے کا فتویٰ دیتے ہیں جیسا کہ عرب کے شیخ عثیمین نے فتاوی نور علی الضرب جلد ۵ صفحہ ۲ اور دیگر نے اسی طرح ہندوستان کے مفتی کفایت اللہ نے کفایت المفتی میں جلا دینے کو زیادہ اچھا تک قرار دیا اور ان کے فکر و عمل سے متاثر کچھ اور نادان بھی اپنے حواریوں کو بوسیدہ مصحف شریف اور قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق مقدسہ جلانے کی ترغیب دیتے ہیں اور اس فعل شنیع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے دلیل پیش کرتے ہیں۔

حالانکہ آپ کے عمل مبارک سے یہ نظریہ ثابت نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس سے ہمارے علماء کے نزدیک بوسیدہ مصحف شریف کو جلانے کا جواز پیش کرنا جائز ودرست ہے بلکہ اب تو فتنہ کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے کیونکہ فقہاء اسلام کا مسلمہ اصول ہے۔ من لم یعرف احوال زمانہ فھو جاھل اس کا یہی مفہوم ہے کہ جو زمانہ کے فتنوں سے آگاہ نہ ہو وہ جاہل ہوتا ہے۔

اسی طرح اکثر ائمہ حنفیہ کے نزدیک مختار اور مفتی بہ قول کے مطابق مصحف شریف اور قرآن مجید کو آگ میں جلانا جائز نہیں بلکہ ان حضرات کے نزدیک جلانے میں بے ادبی ہے (سیأتي بیانہ انشاءاللہ مفصلاً) اور ہمارے عرف میں بھی قرآنِ مجید کو جلانا بے ادبی و گستاخی سمجھا جاتا ہے اور جلانے میں بہت بڑا فتنہ بھی ہے اسی وجہ سے ماضی قریب کے ہمارے تمام معتمد علماء اہل سنت نے بوسیدہ قرآن مجید کو جلانے کو ناجائز اور بعض نے بے ادبی تک قرار دیا (سیأتي بیانہ) اور فقیر رضوی

غفرلہ ربہ القوی کا بھی اس مسئلہ میں یہی نظریہ ہے یہاں پر ہم پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق مروی روایت کا ذکر کریں گے اور معتبر ائمہ کرام کے ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں اس کی توجیہات نقل کریں گے جس سے بوسیدہ قرآن مجید جلانے پر استدلال کرنے والوں کے نظریہ کا رد بھی ہو جائے گا اور آخر میں قرآن مجید نہ جلانے کے ادب والے نظریہ کا دلائل کے ساتھ ذکر کیا جائے گا جس سے ہمارا مدعا ثابت ہو جائے گا آیئے سب سے پہلے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل والی اصل روایت دیکھیے۔

نظریہ احراقِ مصحف اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ کار:

سب سے پہلے کتابی صورت میں قرآنِ مجید و کو امیر المومنین افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع فرمایا:

كما فى الاتقان: وكان ابو بكر اول من جمع كتاب الله واسماه المصحف، الاتقان فى علوم القرآن۔[7]

پھر اس کے بعد جب امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب لوگوں کے درمیان قرأتوں میں اختلافات ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشاورت کرنے کے بعد قرآنِ مجید کو ایک لغتِ قریش میں جمع کر دیا جس کا مفصل ذکر صحیح بخاری شریف کتاب فضائل القرآن اور اس کی شرح عمدۃ القاری، فتح الباری شریف میں موجود ہے اور بقیہ شاذ قرأتوں وغیرہ کو فتنہ فرو کرنے کے لئے ختم کروایا دیا اس روایت کا مقصود حصہ یہاں پر نقل کیا جاتا ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب قرآن

---

[7] الجامع الصحيح للبخارى، كتاب فضائل القرآن جمع القرآن، رقم الحديث ۴۹۸۷ مع فتح البارى ج ۱۱ ص ۱۶۵، دار طيبه سعوديه

مجید جمع ہو گیا تو رد عثمان المصحف الی حفصة فارسل الی کل افق نمصحف مما نسخوا اوامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ کا نسخہ ان کے حوالے کر دیا اور ان نسخوں میں سے ہر علاقے کی طرف ایک نسخہ بھیج دیا۔ اور قرآن مجید کے ماسواء جو کچھ صحیفہ یا مصحف میں تھا اس کے جلا دینے کا حکم دیا۔

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآن مجید کے ماسوا مصاحف کے جلانے والے عمل کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ متفق تھے اور آپ نے فرمایا اگر میں اس وقت خلیفہ ہوتا تو ایسے ہی کرتا، جیسا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔

وأخرج ابن أبي داود بسند صحيح عن سويد بن غفلة قال قال علي لا تقولوا في عثمان إلا خيرا فوالله ما فعل الذي فعل في المصاحف إلا عن ملأ منا۔۔۔۔ وقد قال علي لو وليت لعملت بالمصاحف عمل عثمان بها۔[8]

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن نہیں جلائے

ائمہ اعلام حضرات محدثین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حدیث بالا کی کئی توجیہات پیش کی ہیں، جن سے واضح ہو گیا کہ آپ کا کیا عمل مبارک تھا سب سے پہلی یہ توجیہ ذکر فرمائی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید نہیں جلائے۔

جیسا کہ امام بدر الدین ابو عبداللہ محمد بن بہادر بن عبداللہ الزرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۷۹۴ھ رافضیوں کے اس قول کہ حضرت عثمان نے قرآن مجید جلائے ہیں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

8 (الاتقان، النوع الثامن عشر فی جمع وترتیبه، ج ۱، ص ۲٦، میر محمد کتب خانه، کراچی، عمدة القاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ج ۲۰، ص ۲٦، المکتبة الحقانیه، پشاور، کتاب المصاحف لابی داؤد، رقم الاثر ۷۷، ص ۹۷، الفاروق الحدیثیه، قاهره، تفسیر احکام القرآن للقرطبی، مقدمه، ج ۱، ص ٦۵، دار الحدیث، قاهره)

واما قولهم انه احرق المصاحف فانه غير ثابت ولو ثبت لوجب حمله علی انه احرق مصاحف وقداودعت ما لا یحل قرأته۔

بہر حال روافض کا یہ قول کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن جلائے، یہ ثابت ہی نہیں ہے اور اگر ثابت ہو بھی جائے تو اس کو اس بات پر محمول کرنا واجب ہے کہ آپ نے وہ مصاحف جلائے کہ جن کی قرات جائز نہیں (تھی)۔[9]

ایسے ہی فخر المحدثین سید شیخ علی بن سلطان محمد المعروف بہ ملا علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ مذکورہ روایت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انه لیس من القرآن۔

جس کے جلانے کا حکم دیا تھا وہ قرآن نہیں تھا۔[10]

قَالَ السَّخَاوِيُّ: فَلَمَّا فَرَغَ عُثْمَانُ مِنْ أَمْرِ الْمَصَاحِفِ حَرَقَ مَا سِوَاهَا، وَرَدَّ تِلْکَ الصُّحُفَ الْأُولَى إِلَى حَفْصَةَ۔

حضرت امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصاحف کے کام سے فارغ ہوئے تو ماسویٰ القرآن منسوخ قرأتوں اور تفسیری نوٹ وغیرہ کو جلا دیا اور پہلے صحیفے حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس کر دیئے۔[11]

ان دو معتمد علماء کی اس تشریح سے واضح ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید نہیں جلائے بلکہ طرہ یہ ہے کہ علامہ زرکشی نے یہاں تک فرما دیا کہ قرآن مجید کا جلانا تو آپ سے بالکل ثابت ہی نہیں تو پھر اس روایت کو لے کر ان دل جلوں کا بوسیدہ مصحف شریف کے جلانے کا جواز

---

[9] (البرهان فی علوم القرآن، النوع الثالث فی بیان جمعه ومن حفظه من الصحابة، ج ۱، ص ۲۹۱، النوریه رضویه، لاهور)

[10] (مرقاة المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، باب اختلاف القرآن وجمع القرآن، ج۵، ص۱۰۸، مکتبه عثمانیه، کوئٹه)

[11] (مرقاة المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، ج۵، ص۱۰۷، کوئٹه)

کیونکر ثابت ہو گا۔ حالانکہ قرآن مجید کا جلانا تو ایک عام باادب مسلمان سے متصور نہیں ہو سکتا۔ تو چہ جائیکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم القدر ہستی سے کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

جیسا کہ اسی بات کا تذکرہ کرتے ہوئے شمس الائمہ امام محمد بن احمد سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں:

وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُحرِّقَ بِالنَّارِ ذَلِکَ أَيْضًا. لِأَنَّ مِنْ الْجَائِزِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَمِمَّا هُوَ كَلَامُ اللهِ، وَفِي إحْرَاقِهِ بِالنَّارِ مِنْ الِاسْتِخْفَافِ مَا لَا يَخْفَى. وَالَّذِي يُرْوَى أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَعَلَ ذَلِکَ بِالْمَصَاحِفِ الْمُخْتَلِفَةِ حِينَ أَرَادَ جَمْعَ النَّاسِ عَلَى مُصْحَفٍ وَاحِدٍ لَا يَكَادُ يَصِحُّ. فَالَّذِي ظَهَرَ مِنْهُ مِنْ تَعْظِيمِ الْحُرْمَةِ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى تِلَاوَتِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا أَصْلَ لِذَلِکَ الْحَدِيثِ۔

اور امیر لشکر کے لئے مناسب نہیں کہ وہ (اس مصحف کو جو غنیمت میں ملے) آگ سے جلا دے اس لئے کہ ممکن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر یا کلام اللہ میں سے کوئی شے ہو پس اسے آگ کے ساتھ جلا دینے میں بے حرمتی ہے جو کہ (کسی پر) پوشیدہ نہیں اور وہ جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ آپ نے بھی یہی کام کیا (قرآن مجید جلانے کا) جس وقت لوگوں کو ایک مصحف شریف پر جمع کرنے کا ارادہ کیا سو یہ ممکن نہیں کہ (یہ روایت) صحیح ہو اس وجہ سے کہ ان سے کتاب اللہ کی جو تعظیم ظاہر ہے اور رات دن ان کا اس کی تلاوت کی مداومت سے ظاہر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔[12]

---

[12] (شرح سیر کبیر، باب مایحمل علیہ من الدواب، ج۳، ص ۱۳۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس تصریح سے بھی واضح ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن نہیں جلائے یعنی قرآن مجید کے جلانے کے حوالے سے آپ کی طرف جو روایت منسوب ہے وہ صحیح نہیں۔

مزید یہ کہ حضرت شیر اسلام ابو الفضل علامہ قاضی کرم الدین دبیر علیہ رحمۃ القدیر متوفی ۱۹۴۶ء بھی اہل تشیع کے اس اعتراض کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید جلا کر قرآن مجید کی توہین کی ہے کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن جلوائے نہیں بلکہ قرآن کو جمع کر کے حفاظت کلام اللہ کا ثواب حاصل کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس احسان عظیم کی دنیا اسلام قیامت تک گرویدہ احسان ہے اگر آپ اسلام کی یہ خدمت نہ کرتے تو قرآن پاک میں بھی شیعہ لوگ ایسی ہی تحریف کر دیتے جیسے یہود و نصاریٰ نے انجیل و تورات کی تحریف کر دی ہے۔ آپ نے قرآن تو جمع کر دیا البتہ غیر قرآن جو از قسم تفسیر لوگوں نے قرآن میں شامل کر رکھا تھا ان کو جلا دیا اور سوائے اس صورت کے کلام اللہ کی حفاظت مشکل تھی۔[13]

اور رہی گذشتہ صحیح بخاری و مشکوٰۃ شریف کی روایت کی بات تو اس میں قرآن مجید جلانے کی صراحت نہیں کیونکہ وہاں فرمایا گیا ماسوا القرآن جلایا۔ لہٰذا امام سرخسی اور امام بخاری رحمہا اللہ تعالیٰ کی ذکر کردہ روایت میں کوئی تعارض نہ رہا، کیونکہ امام سرخسی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن مجید کے جلانے کی روایت کو بے اصل قرار دے رہے ہیں اور امام بخاری قرآن مجید کے ماسوا کے جلانے کا ذکر کر رہے ہیں (اور آئمہ کرام نے جلانے کی بھی تفصیل کی ہے کہ پہلے دھویا گیا پھر

13 (آفتاب ھدایت، ص ۲۷۴، مطبوعہ تحفظ عقائد اھل سنت، کراچی)

جلایا گیا) اور ماسوا سے مراد ائمہ کی تصریحات وارشادات کے مطابق منسوخہ قرأتیں یا شاذ قرأتیں یا تفسیری نوٹ ہیں اور ان مصاحف کو بھی پہلے دھویا گیا اور دھونے کے بعد مبالغہ کے لئے پھر جلایا گیا (**كما سيأتي بيانه**) بہرحال ذکر کردہ اقوال علماء کا ماحصل یہی ہوا کہ قرآن کا جلانا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں۔ **واللہ اعلم**!

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کے ماسوا شاذ یا منسوخ قرأتیں یا تفسیری نوٹ جلائے

ذکر کردہ اقوال کے پیش نظر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید نہیں جلائے تو پھر کیا جلایا؟ ائمہ ومحدثین عظام کی اس میں کئی آراء ہیں یہ بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ نے جو کچھ وہ قرآن مجید کے ماسوا تھا (اور اس میں بھی تفصیل ہے کہ دھونے کے بعد جلایا) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منسوخہ وشاذ قرأتیں جلانے کا حکم دیا تھا جیسے کہ ابھی علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ عبارت سے مفہوم ہو رہی ہے۔

امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۹۱۱ھ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَحْرَقَ عُثْمَانُ مَصَاحِفَ كَانَ فِيهَا آيَاتٌ وَقِرَاءَاتٌ مَنْسُوخَةٌ, وَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ مصاحف جلائے جن میں شاذ آیات ومنسوخ قرأتیں تھیں اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔[14]

---

[14] (الاتقان فی علوم القرآن، ج۲، ص ۱۲۱، میر محمد کتب خانہ، کراچی)

علامہ بدر الملت والدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

وقال الكرماني فإن قلت كيف جاز إحراق القرآن قلت المحروق هو القرآن المنسوخ أو المختلط بغيره من التفسير أو بلغة غير قريش أو القراءات الشاذة وفائدته أن لا يقع الاختلاف فيه۔

علامہ کرمانی نے فرمایا اگر تو کہے کہ قرآن کا جلانا کیسے جائز ہو گا تو میں کہوں گا وہ جلایا گیا جو منسوخ تھا یا جو تفسیر میں سے قرآن مجید کے ساتھ خلط ملط ہو گیا تھا یا جو لغتِ قریش کے علاوہ تھا یا شاذ قراٗتیں تھیں اور اس جلانے کا فائدہ یہ تھا کہ اس میں (آئندہ) اختلاف نہ واقع ہو سکے۔[15]

نوٹ: علامہ عینی نے اس پر اگرچہ مختصر تبصرہ کیا ہے لیکن بالآخر وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچے کہ جلانا جائز نہیں بلکہ جب بوسیدہ مصحف کو محفوظ کرنا ہو تو اسے دھو دیا جائے جیسا کہ اس کے بعد کی اس عبارت "وقیل ھذا کان فی ذلک واما الان فالغسل اذا دعت الحاجۃ الی ازالتہ" سے ظاہر ہے۔

حافظ ابو الحسن محمد بن عبد الہادی السندی حنفی اس روایت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قوله: (أن يحرق): والمراد به ما هو مختلط بغيره من التفاسير، أو القراءات الشاذة، أو ما كان بلغة غير العرب۔[16]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

(وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ) أَيْ: الْمَنْسُوخِ۔۔۔ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ مِمَّا اخْتَلَطَ بِهِ اخْتِلَاطًا لَا يَقْبَلُ الِانْفِكَاكَ۔[17]

---

[15] (عمدۃ القاری، کتاب فضائل القرآن، ج۲۰، ص۲۶، مطبوعہ پشاور)

[16] (حاشیۃ السندی علی الصحیح البخاری، باب جمع القرآن، ج۳، ص۸۴، دار الفکر، بیروت، وھکذا التوضیح لشرح الجامع الصحیح لابن الملقن، متوفی ۸۰۴ھ، ج۲۴، ص۲۵، ۲۴، وزارت الاوقاف، قطر)

[17] (مرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، ج۵، ص۱۰۷، ۱۰۸، مکتبہ عثمانیہ، کوئٹہ)

اجلہ محدثین کرام کے اقوال سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کے ماسواوہ مصاحف نذرِ آتش کئے تھے جن میں منسوخ یاشاذ قرأتیں تھیں،وہ تفسیری حاشیہ اور نوٹ تھے جن کا ان سے الگ کرنا ناممکن تھا۔ لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے استدلال کرکے بوسیدہ مصاحف قرآن مجید کے جلانے کا فتویٰ دینا اور یہ اقدام کرنا قطعاً غلط ہے اور مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانے کے مترادف ہے۔

ان مصاحف کو پہلے دھویا گیا پھر جلایا گیا:

یہ بات بھی لکھی جاچکی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید نہیں جلائے۔ مستند ائمہ محدثین نے جلانے والی روایت کو مسترد کر دیاہے اور فتنہ کو فرو کرنے کے لئے جو کچھ کیا وہ بھی شاذ یا منسوخ قرأتیں تھیں یا حاشیہ وغیرہ میں لکھے ہوئے تفسیری نوٹ تھے اور اگر بالفرض جلانے والی روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے یاشاذ قرأتوں وغیرہ کے جلانے کا جو عمل معرض وجود میں آیا یہ بھی اس صورت میں کیا گیا کہ پہلے ان مصاحف وغیرہ کو پانی کے ساتھ دھویا جن سے نقوش وغیرہ مٹ چکے اس کے بعد ان خالی کاغذات ومصاحف کو نذرِ آتش کیا گیااور جلانے کا عمل محض مبالغہ کے لئے کیا گیا لہٰذا اس توجیہ وجیہ کے پیش نظر تو روایت بالا سے بوسیدہ قرآن مجید کو جلانے کا جواز ثابت کرنے والوں کا سارا استدلال ھباءً منثوراہو گیا۔ اس توجیہ کو امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایااور امام عسقلانی شافعی اور علامہ عینی حنفی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسے بلا انکار نقل کرکے اس کی صحت پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ راقم السطور کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کردہ روایت کی یہ سب سے بہترین توجیہ ہے جس سے مذکورہ روایات پر وارد شدہ تمام اشکالات بھی رفع ہو جاتے ہیں اور ائمہ احناف کا ادب والا نظریہ بھی اپنی جگہ

برقرار رہتا ہے اور بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے والوں کے بے ادبی والے نظریئے کا بھی رد ہو جاتا ہے۔

سند المحدثین امام قاضی ایاز مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۵۴۴ھ مذکورہ روایت کی تشریح میں رقم طراز ہیں:

والمروى أنها أحرقت بعد أن محيت بالماء ليذهب أثرها وعينها ويكون أصون لما عساه يبقى من رسوم الخط۔[18]

ترجمہ: اور یہ بات منقول ہے کہ ان مصاحف سے پانی کے ساتھ (نقوش و حروف) مٹانے کے بعد وہ جلائے گئے تاکہ ان کا اثر و عین زائل ہو جائے اور یہ عمل (دھونے کے بعد جلانے والا) ان مصاحف میں نقوش کو باقی رکھنے کی بنسبت زیادہ محفوظ ہونے کے قریب ہو جائے۔

علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۸۵۲ھ اور علامہ محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وقد جزم عياض بأنهم غسلوها بالماء ثم أحرقوها مبالغة في إذهابها۔[19]

ترجمہ: قاضی عیاض نے اس باب پر وثوق فرمایا ہے کہ لوگوں نے انہیں (مصاحف وغیرہ کو) پہلے پانی سے دھویا پھر انہیں جلایا تاکہ اچھی طرح تلف ہو جائیں۔

اتنے جلیل القدر محدثین کی عبارات واضح کر رہی ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادب کی نیت سے مبالغہ کرتے ہوئے آگ کے اندر جلا دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ تعظیم بجالانے والا اور کون ہو سکتا ہے اس بات کی تائید صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[18] مشارق الأنوار على صحاح الآثار دار النشر: المكتبة العتيقة ودار التراث ج ۱ ص ۱۸۹

[19] فتح الباري شرح صحيح البخاري الناشر: دار المعرفة - بيروت، 1379 ج ۹ ص ۲۱

کے متعلق آمدہ روایات سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ بعض روایات میں یہاں تک منقول ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کے جلانے کو خود مکروہ اور ناپسندیدہ سمجھتے تھے دیکھئے محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک ثقہ راوی سے بیان کرتے ہیں:

أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا جَمَعَ الْقُرْآنَ فِي مُصْحَفٍ وَاحِدٍ، جَمَعَ الصُّحُفَ وَالْعُسُبَ الَّتِي كَانَ فِيهَا الْقُرْآنُ فَجَعَلَهَا فِي صُنْدُوقٍ وَاحِدٍ وَكَرِهَ أَنْ يُحْرَقَ الْقُرْآنُ أَوْ يُشَقِّقَهُ۔[20]

اسی کتاب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہے کہ:

فَجَمَعَ ذَلِکَ كُلَّهُ فِي صُنْدُوقٍ، ثُمَّ جَمَعَ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ فَاسْتَشَارَهُمْ فِيهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: حَرِّقْهُ، فَكَرِهَ ذَلِکَ، وَحَفَرَ تَحْتَ دَرَجَةِ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَنَهُ فِيهِ وَسَوَّى عَلَيْهِ۔[21]

اسی طرح حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک تحریر پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا اگر اس میں اللہ کا ذکر (کلام اللہ) نہ ہوتا تو میں ضرور بالضرور اس کو جلا دیتا۔

عن ابی بردة عن ابی موسیٰ انه اتی بکتاب فقال لو لا انی اخاف ا ن یکون فیه ذکر الله عزوجل لاحرقته۔[22]

لہٰذا اس روایت کو لے کر اس پرفتن دور میں بوسیدہ قرآن مجید کو جلانے کا فتویٰ دینا اور خود عملاً قرآن مجید کو (معاذاللہ) جلا دینا قطعاً جائز نہ ہو گا بلکہ عرف وائمہ احناف کے ارشادات کی روشنی میں کلام اللہ کی بے ادبی وتوہین ہو گی۔

---

[20] تاریخ المدینة لابن شبة ج۳ص ۱۰۰۵

[21] تاریخ المدینة لابن شبة ج۳ص ۱۰۰۲

[22] کتاب المصاحف، رقم الاثر ۸۱۸ مطبوعه الفاروق الحدیثیه قاهره

بقیہ مصاحف کے متعلق دومزید توجیہات:

احراقِ مصحف کی بابت ذکر کردہ توجیہات کے علاوہ بھی ائمہ ومحدثین کی یہ دو توجیہات بھی ذکر کی ہیں اگرچہ یہ کمزور ہیں۔

جب قرآن مجید لغت قریش کے مطابق جمع کر لیا گیا تو بقیہ مصاحف کو پہلے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور اس کے بعد ان کو جلایا گیا یا پہلے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور اس کے بعد ان کو دھویا پھر ان کو نذر آتش کیا گیا۔

جیسا کہ امام قاضی بدرالدین دمامینی مالکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۸۲۷ لکھتے ہیں:

ویمکن الجمع بان یکون الاحراق بعد التمزیق کما قاله القاضی۔

ان روایات کے درمیاں اس طرح بھی تطبیق ممکن ہے (ان صحیفوں وغیرہ کو) ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد ان کو جلایا گیا جیسا کہ قاضی نے فرمایا ہے۔[23]

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان روایات کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ویجمع بانه صنع بالصحف جمیع ذلک من تشقیق ثم غسل ثم تحریق۔

کہ آپ نے ان صحف کے ساتھ (مذکورہ) تمام صورتیں پہلے ٹکڑے ٹکڑے کیا پھر دھویا گیا پھر جلایا گیا۔[24]

اور ایک عمل یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان مصاحف وغیرہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تربیتِ انور اور منبر شریف کے درمیان دفنایا گیا۔

---

[23] مصابیح الجامع، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، الباب الثانی، ج۸ ص ۱۴ ۵تا۱۵ ۵

[24] فتح الباری، کتاب فضائل القرآن ج ۱۱ ص ۱۸۰ دار طیبہ سعودیہ

جیسا کہ امام ابو داؤد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں:

دفن عثمان المصاحف بين القبر و المنبر۔

کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (بقیہ) مصاحف کو قبر انوار اور منبر شریف کے درمیان دفن کرایا تھا۔[25]

مجموعی لحاظ سے بقیہ مصاحف کے ساتھ جو معاملہ کیا گیا اس کے متعلق پانچ توجیہات ذکر کی گئیں بہر صورت جب بقیہ صحیفوں کے متعلق اتنی زیادہ توجیہات موجود ہیں تو پھر حتمی طور پر احراق والی صورت اختیار کرنا اور یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقیہ قرآن مجید جلا دیے اور اس کولے کر بوسیدہ قرآن مجید جلانے پر زور دینا اور اس پر خود ساختہ دلائل دینا اور بقیہ توجیہات کو بالکل نظر انداز کر دینا تو کم از کم یہ کسی سنی العقیدہ حنفی المذہب مسلمان سے متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ ائمہ احناف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کو جائز قرار نہیں دیتے بلکہ ناقل مذہب حنفی سیدنا حضرت محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تو اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں (**كما سيأتي بيانه انشاءالله**) اسی طرح جب جلانے والی روایات میں بھی اتنے احتمالات موجود ہیں تو صرف جلانے کو متعین کرنا اس لحاظ سے بھی درست معلوم نہیں ہوتا کہ یہ مسلمہ اصول ہے اذا جاء الاحتمال الاستدلال لہذا جلانے والے ایک احتمال کو حتمی قرار دیتے ہوئے اس سے بوسیدہ قرآن مجید جلانے کا فتویٰ دینا درست نہ ہو گا بلکہ حضرات محدثین کرام نے تو یہاں تک تصریح کی ہے جلانے والا عمل اگر دلیل صحیح سے ثابت ہو جائے تو یہ اس وقت کے ساتھ خاص تھا اب اس کی اجازت نہیں(**سيأتي بيانه**)۔

---

[25] كتاب المصاحف انتزاع عثمان المصاحف رقم الاثر ۱۱۲ ج ۱ ص ۱۳۲ قاهره

بقیہ مصاحف کو تلف کرنے کی وجوہات واسباب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کو قریش کی قرأت پر جمع کرنے کے بعد بقیہ نسخہ جات ومصاحف وغیرہ کے ساتھ تغسیل وتحریق یا تدفین وغیرہ کا عمل محض اس لئے کہ لوگ قرأتوں میں اختلاف کر رہے تھے ان کو اس وجہ سے تلف کروایا گیا تاکہ قرأتوں میں اختلاف کا فتنہ نہ ہو جائے اور آئندہ کوئی شخص ان مصاحف کو لے کر پھر اختلاف کا دروازہ نہ کھول سکے۔

جیسا کہ ملا علی قاری رحمتہ الباری نے اس مسئلہ پر طویل بحث کرنے کے بعد آخر میں لکھا:

فخرقها خشية ان تظهر فيعود الناس على الاختلاف۔

ترجمہ: پھر آپ نے ان کو جلادیا اس خوف سے کہ پھر ان صحیفوں کی وجہ سے لوگ اختلاف میں مبتلا نہ ہو جائیں۔[26]

اسی طرح اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے کہ احراق واقع ہوا کما فی حدیث البخاری (جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے) بغرض فتنہ وفساد تھا اور بالکلیہ رفع اس کا اسی طریق پر منحصر کہ صورت دفن میں ان لوگوں سے جنہیں مصاحف محرقہ اور ان کی ترتیب خلاف واقع پر اصرار تھا احتمال اخراج تھا۔[27]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقیہ مصاحف کے ساتھ احراق وغیرہ کا جو بھی عمل کیا وہ محض فتنہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کیا لہذا پھر وہ اسی وقت کے ساتھ خاص

---

[26] مرقاۃ المفاتیح ، کتاب فضائل القرآن ج ا ص ۱۰۷ مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ۔وہکذا فی مناھل العرفان فی علون القرآن ،المبحث الثامن فی جمع القرآن ج ا ص ۱۴۶ دار الکتب العلمیہ بیروت

[27] فتاوی الرضویہ ج۲۳ ص ۳۳۹ رضافائونڈیشن لاھور

ہوا جس سے اب بوسیدہ مصاحف کے جلانے کا جواز ثابت کرنا درست نہ ہو گا جیسا کہ حضرات ائمہ و محدثین کرام نے اس حدیث کی شرح تصریح کی ہے۔

جلانے کا حکم اس وقت کے ساتھ خاص تھا:

اجلہ محدثین کرام وفقہاء عظام نے احراق مصحف والی روایت ذکر کر کے اس بات کو واضح کیا ہے کہ مصحف کے جلانے کا حکم صرف اس وقت کے ساتھ خاص تھا کیونکہ فتنہ کا کما حقہ دروازہ اسی صورت میں بند ہو سکتا تھا جس سے استدلال کر کے اب بوسیدہ قرآن مجید جلانے کا جواز ثابت کرنا درست نہ ہو گا کیونکہ نظریہ ضرورت ہی میں منحصر رہتی ہے جیسا کہ فقہ شریف کا مسلمہ اصول ہے **الضرورات تتقدر بقدرھا** لہٰذا پھر اس احراق والی روایت کو لے کر بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کا فتویٰ دینا اور ایسے خود ساختہ دلائل دینا بے سود ہو گا اور یہ قیاس مع الفارق ہو گا۔

اب آیئے دیکھتے ہیں محدثین کرام کیا فرماتے ہیں:

علامہ ابن حجر و علامہ عینی کی رائے کہ جلانے کا حکم اس وقت تھا

امام ابن حجر عسقلانی اور امام بدر الدین عینی رحمہم اللہ تعالیٰ ہر دو حضرات احراقِ مصحف والی روایت کے ساتھ مختلف علماء و محدثین کی آراء نقل کرنے کے بعد آخر میں اپنا فیصلہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

وهذا الحكم هو الذي وقع في ذلك الوقت وأما الآن فالغسل أولى لما دعت الحاجة إلى إزالته۔

اور یہ جلانے کا حکم اس وقت کے متعلق تھا بہر حال اب اگر اس کے ازالے (تلف) کی ضرورت ہو تو دھونا ہی افضل ہے۔[28]

ہر دو بزرگوں کے ارشاد سے واضح ہوا کہ اگر قرآن مجید کے (بوسیدہ) نسخوں کو اب تلف کرنے کی ضرورت ہو پھر ان کو جلایا نہیں جائے گا کیونکہ جلانے کا عمل ضرورت کے پیش نظر اس وقت کے ساتھ خاص تھا اب اس کو دھونے کا ہی حکم ہے۔

نوٹ: دھونے کا حکم بھی ان بزرگوں کے دور میں تھا روشنائی کچی ہوا کرتی تھی اب ہمارے زمانہ میں دفن کرنا بہتر ہو گا۔ بہر حال دونوں بزرگوں کے اپنے بیان کردہ نتیجہ سے بوسیدہ مصحف کے جلانے کا جواز ثابت کرنا درست نہیں کیونکہ یہ جلانے والے عمل کو اس وقت کے ساتھ خاص قرار دے رہے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل پر قیاس درست نہیں ملا علی قاری

فخر المحدثین سیدی ملا علی قاری رحمہ الباری نے احراقِ مصحف والی روایت کی شرح کرتے ہوئے اپنا نظریہ ان الفاظ میں تحریر فرمایا کہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احراق مصحف کے حوالے سے مذکورہ فعل پر بوسیدہ مصاحف کے جلانے کے جواز کو قیاس کرتے ہوئے ثابت کرنا درست نہیں اور اس روایت کو لے کر بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کے جواز کو ثابت کرنا صحیح نہیں۔

[28] (فتح الباری، کتاب فضائل القرآن، ج ۱۱، ص ۱۸۱، مطبوعہ سعودیہ، عمدۃ القاری، ج ۲۰، ص ۲۶، مطبوعہ پشاور)

جیسا کہ آپ رقم طراز ہیں:

وَالْقِيَاسُ عَلَى فِعْلِ عُثْمَانَ لَا يَجُوزُ لِأَنَّ صَنِيعَهُ كَانَ بِمَا ثَبَتَ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ مِمَّا اخْتَلَطَ بِهِ اخْتِلَاطًا لَا يَقْبَلُ الِانْفِكَاكَ، وَإِنَّمَا اخْتَارَ الْإِحْرَاقَ لِأَنَّهُ يُزِيلُ الشَّكَّ فِي كَوْنِهِ تَرَكَ بَعْضَ الْقُرْآنِ، إِذْ لَوْ كَانَ قُرْآنًا لَمْ يُجَوِّزْ مُسْلِمٌ أَنَّهُ يَحْرِقُهُ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَمْ يَأْمُرْ بِحِفْظِ رَمَادِهِ مِنَ الْوُقُوعِ فِي النَّجَاسَةِ بِنَاءً عَلَى عَدَمِ اعْتِبَارِ الِاسْتِحَالَةِ كَمَا قَالَ بِهِ الشَّافِعِيَّةُ، وَالْكَلَامُ الْآنَ فِيمَا هُوَ الثَّابِتُ قَطْعًا فَمَعَ وُجُودِ الْفَرْقِ وَحُصُولِ ظَاهِرِ الْإِهَانَةِ يَتَعَيَّنُ الْغَسْلُ، بَلْ يَنْبَغِي أَنْ يُشْرَبَ مَاؤُهُ فَإِنَّهُ دَوَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ۔

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل پر قیاس کرنا جائز نہیں کیونکہ ان کا فعل اس چیز کے بارے میں تھا جس کا قرآن سے نہ ہونا ثابت ہوا تھا یا جس کے ساتھ قرآنی آیات کا ایسا اختلاط ہو چکا تھا کہ اس سے ان کا جدا کرنا ممکن نہ تھا(یعنی آپ نے خالص قرآن نہیں جلایا بلکہ ان تحریروں کو جلایا جن میں منسوخ یا شاذ آیات تھیں جن کو جدا کرنا ممکن نہیں تھا) اور جلانے کو اس لئے اختیار فرمایا کہ کوئی شخص اس شک میں نہ پڑے کہ قرآن مجید کے بعض حصہ کو قرآن مجید میں شامل کرنے سے چھوڑ دیا گیا ہے، کیونکہ اگر وہ قرآن ہوتا تو کوئی مسلمان اس کے جلانے کو جائز نہیں قرار دیتا(چہ جائیکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے جو چیزیں جلوائیں ان کی راکھ کو نجاست میں واقع ہونے سے محفوظ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ تبدیل شدہ چیز کے عدم اعتبار کی بناء پر جیسا کہ شافعیہ کا قول ہے اور اب بحث اس(بوسیدہ) قرآن کے متعلق ہے جس کا قرآن ہونا قطعاً ویقیناً ثابت ہے۔ سو جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منسوخ التلاوت مصحف کے جلانے اور ہمارے بوسیدہ قطعی قرآن مجید کے جلانے کا فرق واضح ہو چکا اور ظاہراً قطعی قرآن مجید کے جلانے میں بے ادبی بھی ہے تو اب بوسیدہ قرآن مجید کو دھونا ہی متعین ہو گیا(جلانا جائز

نہ ہو گا) بلکہ مناسب یہ ہے کہ بوسیدہ قرآن مجید کو جس پانی میں دھویا جائے اس کو پیا جائے کیونکہ وہ ہر بیماری کی دوا ہے اور جو کچھ دلوں میں (بیماری) ہے اس کے لئے شفاء ہے۔[29]

۱۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیان کردہ تصریح سے واضح ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منسوخ التلاوت آیات یا تفسیری نوٹ وغیرہ پر مشتمل مصاحف کے ساتھ جلانے وغیرہ کا جو عمل کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کا جواز ثابت کرنا درست نہیں۔

۲۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ جلوایا وہ قطعی طور پر مکمل قرآن مجید نہیں تھا کیونکہ ایک عام مسلمان قرآن مجید کے جلانے کو جب جائز نہیں سمجھتا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

۳۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں قطعی قرآن مجید کا جلانا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں، جبکہ ہمارے پاس جو قرآن مجید ہے اس کا قرآن مجید قطعی اور یقینی ہونا ثابت ہے لہٰذا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ عمل اور ہمارے بوسیدہ قرآن مجید کے درمیان فرق واضح ہو گیا تو پھر بوسیدہ مصاحف کے جلانے کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل پر قیاس کرتے ہوئے ثابت کرنا قیاس مع الفارق ہو گا جو کہ باطل ہے۔

۴۔ آپ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ قطعی قرآن مجید کو (خواہ بوسیدہ ہو) جلانے میں بے ادبی ہے لہٰذا اب بوسیدہ مصاحف کو جلایا نہیں جائے گا، بلکہ ان کو دھونا متعین ہو گا۔

[29] (مرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، ج۵، ص۱۰۸، مطبوعہ کوئٹہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بوسیدہ مصحف کے جلانے کا جواز درست ثابت نہیں

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق احراق مصحف والی روایت کا سوال ہوا تو آپ نے فرمایا بوسیدہ مصحف شریف جلانا جائز نہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل فتنہ وفساد کا دروازہ بند کرنے کے لئے تھا جو کہ صرف اسی وقت کے ساتھ خاص تھا اب اس سے استدلال درست نہیں۔

یہاں پر سوال مع جواب کے مکمل نقل کیا جاتا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین وحامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص متدین متبع سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے پارہائے کہنہ فرسودہ قرآن شریف اور قوائد بغدادی اور قوائد ابجد کو جو لڑکوں کے دست مالش سے پھٹے ہوئے تھے اس مصلحت سے کہ ان کی بے ادبی نہ ہو اور پاؤں کے تلے نہ آئیں بدون قصد توہین کے بسند حدیث بخاری کے جو باب جمع القرآن میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

أَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنْ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ۔

ترجمہ: قرآن مجید کے موجودہ متعارف نسخہ کے علاوہ باقی ہر صحیفہ یا مصحف موجود تھا سب کے متعلق خلیفہ سوم نے جلا دیئے جانے کا حکم جاری کیا۔ (ت)[30]

ان کو جلا دیا۔ آیا یہ شخص اہل سنت کے نزدیک بلحاظ مصلحت وسند مذکورہ وادلہ شرعیہ کے صواب پر ہے یا خطا پر؟ کتب معتبرہ سے جواب فرمائیں۔ **بینوا وتوجروا۔**

---

30 (صحیح بخاری، ج ۵ ا، ص ۳۸۶، المکتبۃ الفاروقیۃ)

الجواب: احراقِ مصحف بوسیدہ وغیرہ منتفع علماء میں مختلف فیہ ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ جائز نہیں۔

قَالَ فِي الْفَتَاوَى عالمكيرية: الْمُصْحَفُ إذَا صَارَ خَلَقًا وَتَعَذَّرَتْ الْقِرَاءَةُ مِنْهُ لَا يُحْرَقُ بِالنَّارِ، أَشَارَ الشَّيْبَانِيُّ إلَى هَذَا فِي السِّيَرِ الْكَبِيرِ وَبِهِ نَأْخُذُ، كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ۔[31]

ترجمہ: فتاویٰ عالمگیری میں فرمایا گیا جب مصحف پرانا اور بوسیدہ ہو جائے اور وہ پڑھے جانے کے لائق نہ رہے تب بھی اسے آگ میں نہ جلایا جائے چنانچہ امام محمد شیبانی نے سیر کبیر میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے لہٰذا اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں کتابِ ذخیرہ میں اسی طرح مذکور ہے۔ (ت)

بلکہ ایسے مصاحف کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہیئے

فِيهَا اَيْضاً الْمُصْحَفُ إذَا صَارَ خَلِقًا لَا يُقْرَأُ مِنْهُ وَيُخَافُ أَنْ يَضِيعَ يُجْعَلُ فِي خِرْقَةٍ طَاهِرَةٍ وَيُدْفَنُ، وَدَفْنُهُ أَوْلَى مِنْ وَضْعِهِ مَوْضِعًا يُخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ النَّجَاسَةُ أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ وَيُلْحَدُ لَهُ، لِأَنَّهُ لَوْ شُقَّ وَدُفِنَ يَحْتَاجُ إلَى إهَالَةِ التُّرَابِ عَلَيْهِ، وَفِي ذَلِكَ نَوْعُ تَحْقِيرٍ إلَّا إذَا جُعِلَ فَوْقَهُ سَقْفٌ بِحَيْثُ لَا يَصِلُ التُّرَابُ إلَيْهِ فَهُوَ حَسَنٌ أَيْضًا، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ۔

ترجمہ: اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب مصحف بوسیدہ ہو جائے اور اسے نہ پڑھا جا سکے اور یہ اندیشہ ہو کہ کہیں گر کر بکھر جائے گا اور بے ادبی ہونے لگے گی تو اسے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ دفن کیا جائے اور اسے دفن کرنا زیادہ بہتر ہے بنسبت کسی ایسی جگہ رکھ دینے کے کہ جہاں اس پر گندگی پڑے اور آلودہ ہو جائے اور لاعلمی میں پاؤں کے نیچے روندہ جانے لگے نیز اس کی تدفین کے لئے صندوقچی قبر کی بجائے بغلی قبر بنائی جائے اس لئے کہ اگر صندوق نما قبر بنائی گئی تو دفن کرنے کے لئے اس پر مٹی ڈالنے کی ضرورت پیش آئے گی اور یہ عمل بھی ایک لحاظ سے بے ادبی والا

---

[31] (الفتاوى الهندية، ج ٣، ص ٧٦، مكتبة أهل السنة والجماعة)

ہے۔ہاں اگر مصحف شریف کو قبر میں رکھ کر اوپر چھت بنادی جائے تاکہ اُس پر مٹی نہ پڑے اور نہ اس تک مٹی پہنچے تو بھی اچھی تدبیر ہے اسی طرح فتاویٰ الغرائب میں مذکور ہے۔(ت)[32]

اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہ احراق واقع ہوا **کما فی الحدیث البخاری** (جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے۔(ت)) بغرض رفع فتنہ وفساد تھا اور بالکلیہ رفع اس کا اسی طریقہ پر منحصر کہ صورت دفن میں ان لوگوں سے جنہیں مصاحف محرقہ اور ان کی ترتیب خلاف واقع پر اصرار تھا احتمال اخراج تھا **ما نحن فیه** کہ یہاں مقصود حفظ مصحف ہے بے ادبی اور ضائع ہو جانے سے اور یہ امر طریقۂ دفن میں کہ مختار علماء ہے **کما مرّ بنهج احسن** (جیسا کہ اس کی تفصیل بہت اچھے انداز سے گزر چکی ہے۔ت) حاصل البتہ قواعد بغدادی وابجد اور سب کتب غیر منتفع بہا ماورائے مصحف کریم کو جلا دینا بعد محو اسماء باری عزاسمہ اور اسماء رسل وملائکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین کے جائز ہے۔

كما في الدر المختار الكتب التي لا ينتفع بها يمحى عنها اسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقي واللّٰه تعالىٰ اعلم وعلمه عزّ اسمه اتم۔

در مختار میں ہے وہ کتابیں اور کاغذات جن سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ان سے اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کے مقدس نام کسی طرح مٹا کر باقی حصہ جلا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس کا علم سب سے زیادہ مکمل ہے جس کا نام غالب اور باعزت ہے(ت)۔[33]

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ مبارک سے معلوم ہوا بوسیدہ مصحف شریف کو جلانا جائز نہیں اور فقۂ حنفی میں یہی مفتٰی بہ قول ہے۔اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واضح کر رہے ہیں کہ صحابہ

---

[32] (الفتاوى الهندية، ج۴۳، ص۷۵، مكتبة أهل السنة والجماعة)

[33] (الفتاوى الرضوية، ج۲۳، ص۳۳۸تا۳۴۰، مطبوعه لاهور)

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے احراقِ مصحف کی بابت جو کچھ صادر ہوا وہ رفع فتنہ کے لئے تھا اور فتنہ کا دروازہ اس وقت اسی صورت میں بند ہو سکتا تھا لہٰذا اب چونکہ بوسیدہ قرآن مجید کو محفوظ کرنا ہوتا ہے جو کہ دفن کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے یہی علمائے حنفیہ کے نزدیک مختار ہے۔ تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو لے کر بوسیدہ مصحف کو جلانے کا استدلال درست نہیں بلکہ علمائے احناف تو مقدس اسماء کو جلانے سے بھی منع کرتے ہیں، چہ جائیکہ قرآن مجید۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ تینوں بزرگ محدثین کرام علامہ ابن حجر، علامہ بدر الدین عینی اور ملا علی قاری رحمہم اللہ تعالیٰ اور امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد عالیہ اور احراقِ مصحف والی روایت کی بیان کردہ تشریحات سے ثابت ہوا کہ جلانے کا حکم اس وقت کے ساتھ خاص تھا اب جلانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اور بوسیدہ قرآن مجید جلانے کا فتویٰ دینے والوں کی سب سے بڑی اور مضبوط دلیل یہی گذشتہ روایت تھی جب اتنے بڑے اجلہ معتمد علمائے اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی شرح میں واضح لکھ دیا کہ جلانے کا حکم صرف رفع فتنہ کی وجہ سے صرف اس وقت کے ساتھ خاص تھا اب نہیں جلا سکتے۔ تو پھر اب قرآن مجید نذرِ آتش کرنے والوں کے پاس کیا بچے گا؟ اور پھر بالخصوص کوئی حنفی مقلد ائمہ دین کے نقشِ قدم پر چلنے والا کم از کم یہ جسارت نہیں کر سکتا۔

بوسیدہ قرآن مجید جلانا جائز نہیں اس پر دلائل:

قرآن مجید کا ادب واحترام اور تعظیم کرنا مسلمانوں پر فرض وواجب ہے اور ہر اس طریقہ سے کہ جس میں قرآن مجید کی بے ادبی وتوہین ہوتی یا اس میں ہو یا اس میں بے ادبی وتوہین کا پہلو پایا جاتا ہو قرآن مجید کو اس طریقہ سے بچانا ضروری ولازم ہے۔ دلائل شرعیہ اور نصوص فقہیہ کی رد سے

یہ بات مسلمات میں سے ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل ضال ومضل قرآن حکیم کی حرمت وتعظیم کے پیش نظر بوسیدہ مصحف کے جلانے میں قرآن مجید کی بے حرمی وتوہین ہے معتمد فقہاء کرام نے بھی بوسیدہ قرآن حکیم کے جلانے میں بے ادبی قرار دیا اور مسلمانوں کے عرف میں بھی قرآن مجید کے جلانے میں بے ادبی سمجھی جاتی ہے اور تعظیم وادب اور بے ادبی کے اندر عرف کو بڑا دخل ہوتا ہے(کما لا یخفی علی ذی البصیرہ)اس وجہ سے پھر بوسیدہ مصحف شریف کا جلانا شرعا جائز نہ ہو گا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرات فقہاء اسلام نے جلانے کو بے ادبی اور تعظیم قرآن کے خلاف قرار دیا۔

محدثین عظام فقہاء کرام کے نزدیک بوسیدہ قرآن مجید کو جلانا بے ادبی ہے:

حضرت سیدنا امام محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مال غنیمت میں ملنے والے مصحف کے جلانے کو ناجائز قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولا ینبغی لہ ان یحرق بالنار ذلک ایضاً۔

اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے سیدنا امام محمد بن احمد سرخسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

لأن من الجائز أن يكون فيه شيء من ذكر الله -تعالى- وما هو كلام الله وفي إحراقه بالنار من الاستخفاف ما لا يخفى۔[34]

ترجمہ: اس لئے ممکن ہے کہ اس (مصحف) میں اللہ تعالیٰ کا ذکر یا کلام اللہ میں سے کوئی چیز ہو پس اسے آگ کے ساتھ جلا دینے میں بے حرمتی ہے جو کہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔

سند المحدثین سیدی ملا علی قاری رحمتہ اللہ الباری نے احراق والی روایت کی شرح کرتے ہوئے بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کو بے ادبی قرار دیا اور فرمایا کہ قرآن مجید کے جلانے کو کوئی مسلمان

---

[34] شرح السير الكبير إملاء محمد بن أحمد السرخسي دار النشر: دار الكتب العلمية ج٣ ص ١٤١

جائز قرار نہیں دیتا (کما ذکر) اور آپ رحمتہ اللہ تعالی علیہ بوسیدہ مصحف کے اوراق جلانے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي وَرَقِ الْمُصْحَفِ الْبَالِي إِذَا لَمْ يَبْقَ فِيهِ نَفْعٌ أَنَّ الْأَوْلَى هُوَ الْغَسْلُ، أَوِ الْإِحْرَاقُ؟ فَقِيلَ: الثَّانِي لِأَنَّهُ يَدْفَعُ سَائِرَ صُوَرِ الِامْتِهَانِ، بِخِلَافِ الْغَسْلِ فَإِنَّهُ تُدَاسُ غُسَالَتُهُ، وَقِيلَ الْغَسْلُ وَتُصَبُّ الْغُسَالَةُ فِي مَحَلٍّ طَاهِرٍ لِأَنَّ الْحَرْقَ فِيهِ نَوْعُ إِهَانَةٍ، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَفِعْلُ عُثْمَانَ يُرَجِّحُ الْإِحْرَاقَ، وَحَرْقُهُ بِقَصْدِ صِيَانَتِهِ بِالْكُلِّيَّةِ لَا امْتِهَانَ فِيهِ بِوَجْهٍ، وَمَا وَقَعَ لِأَئِمَّتِنَا فِي مَوْضِعٍ مِنْ حُرْمَةِ الْحَرْقِ يُحْمَلُ عَلَى مَا إِذَا كَانَ فِيهِ إِضَاعَةُ مَالٍ بِأَنْ كَانَ الْمَكْتُوبُ فِيهِ لَهُ قِيمَةٌ يُذْهِبُهَا الْحَرْقُ، قُلْتُ: هَذَا تَأْوِيلٌ غَرِيبٌ وَتَفْرِيعٌ عَجِيبٌ فَإِنَّ فَرْضَ الْمَسْأَلَةِ فِيمَا لَيْسَ فِيهِ نَفْعٌ وَالْقِيَاسُ عَلَى فِعْلِ عُثْمَانَ لَا يَجُوزُ انْتَهَى۔[35]

ترجمہ: بوسیدہ قرآن مجید کہ جس سے استفادہ نہ ہوسکے اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا اس کو دھونا بہتر ہے یا جلانا ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جلانا کیونکہ توہین کی تمام صورتین اس سے رفع ہو جاتی ہیں بخلاف دھونے کے کیونکہ اس صورت میں غسالہ کا روندا جانا ممکن ہے۔ اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ دھونا بہتر ہے اور غسالہ مبارک پاک جگہ میں ڈال دیا جائے اس لئے جلانے میں ایک قسم کی بے ادبی پائی جاتی ہے۔ امام ابن حجر شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل (بوسیدہ) قرآن مجید کو جلانے میں کوئی بے ادبی نہیں پائی جاتی اور ہمارے (بعض علماء شوافع) نے قرآن مجید کے جلانے کی حرمت کا قول کیا ہے وہ اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب قرآن مجید کو اس حال میں جلائے کہ وہ پڑھنے کے قابل ہو اور اس کی قیمت ہو کیونکہ اس قسم کے قرآن مجید کو جلانے میں مال کا ضائع کرنا ہے (ملا علی قاری فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ان حجر کا

[35] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح الناشر: دار الفکر، بیروت—لبنان ج۴ ص ۱۵۱۹

یہ قول عجیب ہے اور اس پر جو مسئلہ متفرع کیا گیا ہے وہ بھی عجیب ہے کیونکہ مسئلہ ایسے قرآن مجید کے متعلق ہے جو بوسیدہ ہو (نا پڑھنے کے قابل) اور اس میں کوئی نفع نہ ہو (کہ ایسے قرآن مجید کے متعلق کہ جس میں نفع ہو لہذا شوافع علماء نے قرآن مجید کے جلانے کو حرام قرار دیا اس سے مراد وہی قرآن مجید جو بوسیدہ ہو گا) اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کے مذکورہ فعل) پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

ذکر کردہ عبارت میں حضرت علامہ علی قاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بوسیدہ مصحف کے تلف کرنے اور محفوظ کرنے کے متعلق دو قول ذکر کئے ایک جلانے کا اور دوسرا دھونے کا یعنی نہ جلانے کا اور آپ نے فرمایا بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کے اندر قرآن مجید کی ایک گونہ بے ادبی ہے اور اسی مؤقف کو آپ نے ترجیح دی ہے۔ کیونکہ آپ نے علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے علامہ ابن حجر کا استدلال کرنا درست نہیں اور اس پر بوسیدہ مصحف شریف کے جلانے کو قیاس کرنا جائز نہیں۔

اور کہا گیا علماء شوافع قرآن مجید کے جلانے کو حرام قرار دیتے ہیں اس سے مراد وہ قرآن مجید ہے جو بوسیدہ ہو جس سے نفع نہ حاصل کیا جا سکے اور اس سے قرأت وغیرہ نہ کی جا سکے نہ کہ وہ قرآن مجید جو نیا ہو اور قابل انتفاع ہو ملا علی قاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس تردیدی استدلال کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جو امام سیوطی نے ذکر کی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۹۱۱ھ بوسیدہ مصحف وغیرہ کے محفوظ کرنے کی بحث کرتے ہوئے ایک شافعی امام ابو علی حسین بن محمد بن احمد مروزی متوفی ۴۶۲ھ کا نظریہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَجَزَمَ الْقَاضِي حُسَيْنٌ فِي تَعْلِيقِهِ بِامْتِنَاعِ الْإِحْرَاقِ، لِأَنَّهُ خِلَافُ الِاحْتِرَامِ۔

قاضی حسین نے بوسیدہ اوراقِ قرآن مجید کو جلانے کی ممانعت پر جزم فرمایا ہے اس لئے کہ یہ کام (جلانے والا) احترام (قرآن) کے خلاف ہے۔[36]

ذکر کردہ عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اتنے جلیل القدر شافعی امام کے نزدیک بھی بوسیدہ قرآن مجید جلانا ممنوع وناجائز ہے اور احترامِ قرآن کے خلاف ہے۔ بہر حال خلاصہ بحث یہ ہوا کہ حضرات ائمہ کرام کے نزدیک بوسیدہ قرآن مجید کو محفوظ کرنے کی نیت سے بھی جلانا ناجائز ہے کیونکہ بوسیدہ مصاحف کو جلانے میں قرآن مجید کی بے ادبی وتوہین ہے، لہٰذا جو لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق مروی احراق وغیرہ والی روایت اور چند دوسرے ائمہ ثلاثہ کے بعض مقلدین وکمزور اقوال کو لے کر بوسیدہ قرآن مجید جلانے کا فتویٰ دیتے اور بوسیدہ قرآن مجید جلا کر فتنہ وفساد کا بازار گرم کرتے ہیں انہیں ان ارشادات عالیہ سے عبرت پکڑنی چاہیئے اور ایسے فتوے دے کر اُمت مسلمہ میں تشت وافتراق نہیں ڈالنا چاہیئے۔ کیونکہ ائمہ مذہب نے بوسیدہ قرآن کے جلانے میں بے ادبی وتوہین قرار دی ہے اور نہ جلانے میں بے ادبی نہیں ہے کسی اور طریقہ (دفن وغیرہ) سے محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

---

[36] (الاتقان فی علوم القرآن، النوع السادس والسابعون فی رسوم الخط، ج۲، ص ۲۲۱، میر محمد کتب خانہ، کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مفتیان اسلام کے لئے کتنا حسین اصول بیان فرمایا ہے آدمی اگر جانب ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانب گستاخی کی جائے۔[37]

بوسیدہ قرآن مجید جلانا فتنہ کا سبب ہے

اسی طرح بوسیدہ قرآن مجید کو اس وجہ سے بھی جلانا جائز نہیں کہ بوسیدہ قرآن مجید جلانے کے اندر بہت بڑا فتنہ ہے، یہ کام فساد کا سبب ہے جو لوگ بوسیدہ قرآن مجید جلانے کے قائل ہیں اور بوسیدہ قرآن مجید (معاذ اللہ) نذرِ آتش کرتے ہیں وہ اس سے فتنہ وفساد کا کئی دفعہ سبب بن چکے ہیں اور ان سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں۔ آج سے تھوڑا عرصہ پہلے لاہور کے علاقہ جلیانہ میں قرآن مجید اور اس کے اوراق مقدسہ اور ملتان وغیرہ کے کچھ علاقوں میں بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کی پاداش میں ان لوگوں کے ساتھ کیا ہوا ان سے پوچھا جاسکتا ہے۔ حضرات فقہاء اسلام کے نزدیک مسلمانوں کو فتنہ وفساد میں ڈالنا حرام ہے اور جو طریقہ کار فتنہ کا سبب وموجب ہو وہ بھی ناجائز ہوتا ہے (کما لا یخفی علی اھل العلم و الفضل)

لہٰذا جب بوسیدہ قرآن مجید جلانا فتنہ وفساد، لڑائی جھگڑے کا سبب بن رہا ہو تو اس کا جلانا قطعاً درست نہ ہو گا اور جلانے سے اجتناب کرنا لازم ہو گا۔

مصحف شریف کے جلانے کی ممانعت میں آثار تابعین کرام

قرآن مجید کے ادب واحترام کے پیش نظر تابعین کرام کی ایک جماعت کے نزدیک قرآن مجید جلانا جائز نہیں۔ مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے شخص کی سزا بیان کرتے ہوئے یہ مسئلہ بعض ائمہ

---

[37] (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۳۰، ص ۲۸۹، رضا فاؤنڈیشن)

وفقہاء کرام کے حوالے سے نقل کیا گیا کہ خیانت کرنے والے شخص کا سارا مال جلا دیا جائے لیکن اس میں مصحف شریف ملے تو اس کو نہ جلایا جائے۔

حضرت سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے شخص کے اس مال کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

يُحْرَقُ جَمِيعُ رَحْلِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَيَوَانًا أَوْ مُصْحَفًا۔

اس کا تمام سامان جلا دیا جائے گا سوائے حیوان اور مصحف کے۔[38]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من وجدتموه قد غل فاضربوه وأحرقوا متاعه فوجد في رحله مصحفا فسئل سالم عن ذلک فقال بيعوه وتصدقوا بثمنه۔

تم جس کسی کو مالِ غنیمت میں خیانت کرتے پاؤ اسے مارو اور اس کے سامان کو جلا دو پھر اس کے سامان میں مصحف پایا جائے تو اس کے متعلق حضرت سالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسے بیچ دو اور اس کی قیمت صدقہ کر دو۔[39]

اسی روایت کو ذکر کرنے کے بعد ابو محمد الدین عبد اللہ بن احمد المعروف بہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ٦٢٠ھ قرآن کے جلانے کی ممانعت کی وجہ لکھتے ہیں:

ولا يحرق المصحف والحيوان لحرمته۔

---

[38] (الاستذکار، باب ما جاء فی التمهید، ج۵، ص ۹۳، دار الکتب العلمیه، بیروت، شرح السنة للبغوی، باب الغلول، رقم الاثر ۲۷۲۹، ج ۱۱، ص ۱۱۹، المکتبة الاسلامی، بیروت)

[39] (شرح مشکل الآثار، باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ج ۱۰، ص ۴۴۸، مؤسسة الرسالة، بیروت)

مصحف شریف اور حیوان اس کے احترام کی وجہ سے نہ جلائے جائیں گے۔[40]

وفی الموسوعة وَمَا لاَ يُحْرَقُ لِلْغَال بِالاِتِّفَاقِ الْمُصْحَفُ، وَالْحَيَوَانُ أَمَّا الْمُصْحَفُ فَلاَ يُحْرَقُ، لِحُرْمَتِهِ، وَلِمَاتَقَدَّمَ۔[41]

یہی نظریہ امام احمد، اسحاق اور امام اوزاعی کا ہے:

وعند أَحْمَدو إِسْحَاق و الْأَوْزَاعِيّ يحرق عليه رَحلَهُ إلا المصحف والحيوان۔[42]

ذکر کردہ آثار تابعین کرام سے معلوم ہوا کہ مصحف شریف کو اس کے احترام وادب کی وجہ سے جلانا جائز نہیں۔

اسی طرح حضرت سیدنا امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایسے مصحف کہ جس میں کلام الٰہی ذکر اللہ لکھا ہوا ہو اس کے جلانے کو مکروہ و ممنوع سمجھتے تھے:

عن إبراهيم أنه كره أن تحرق الصحف إذا كان فيها ذكر الله۔[43]

ائمہ ثلاثہ کے مقلدین فقہاء و محدثین کی جماعت کے نزدیک قرآن مجید جلانا جائز نہیں

اس سلسلہ میں گذشتہ بحث کے اندر حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام قاضی حسین بن محمد سروری شافعی متوفی ۴۶۲ھ امام ابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال گزر چکے ہیں۔

---

40 (الكافى فى فقه الاحمد، باب قسمة الغنائم، ج۴، ص ۱۴۹، دارالكتب العلميه، بيروت، المغنى لابن قدامه، ج۹، ص ۳۰۵، قاهره)

41 (الموسوعةالفقهيةالكويتيةمايحرق للغال ومالايحرق، ج۲، ص۱۲۷)

42 (المعانى البديعه فى معرفة اختلاف اهل الشريعة لجمال الدين سردفى متوفى ۷۹۲ج، كتاب السير، ج۲، ص ۳۹۹، دارالكتب العلميه، بيروت)

43 (مصنف عبدالرزاق، باب قول تعس الشيطان وتحريق الكتب، رقم الاثر: ۲۱۸۲۸، ج۹، ص ۲۳۵، دارالتاصيل، بيروت)

بحمد اللہ تعالیٰ چونکہ ہم سنی حنفی ہیں ہمیں تو اپنے ائمہ کرام کے ارشادات عالیہ کافی ووافی ہیں۔ دیگر ائمہ کرام کے اقوال ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ان ائمہ اعلام علیہم الرحمۃ والرضوان کے یہاں مقلدین نہیں ہیں لیکن چونکہ قرآن مجید کے جلانے کا مسئلہ انتہائی خطرناک اور نازک ہے اس وجہ سے ائمہ ثلاثہ کے مقلدین ائمہ ومحدثین ومفسرین میں سے چند ارشادات ذکر کئے جارہے ہیں۔

سند المفسرین حضرت سیدنا امام ابوعبد اللہ محمد بن عمر المعروف بہ امام فخر الدین رازی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ٦٠٦ھ لکھتے ہیں:

وَإِذَا كُتِبَ فِيهَا الْقُرْآنُ لَمْ يَجُزْ إِحْرَاقُهَا فَقَلْبُ الْمُؤْمِنِ كُتِبَ فِيهِ جَمِيعُ أَحْكَامِ ذَاتِ اللّٰه تَعَالَى وَصِفَاتِهِ فَكَيْفَ يَلِيقُ بِالْكَرِيمِ إِحْرَاقُهُ۔

اور جب کاغذ میں قرآن مجید لکھا گیا ہو تو اس کا جلانا جائز نہیں تو پھر بندۂ مؤمن کا دل جس میں ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات کے احکام لکھے ہوئے ہیں تو اس کریم ذات کی شان کریمی کے پیش نظر کہ وہ اسے (مؤمن) کو کیسے جلائے گا۔[44]

علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری متوفی ٨٧٠ھ لکھتے ہیں:

وفيه أن القرطاس إذا كتب فيه القرآن لم يجز إحراقه۔[45] (ترجمہ گزرچکا)

شرف الملۃ والدین ابو زکریا محی الدین یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ٦٧٦ھ کتابت قرآن مجید کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأنه إذا كتب على خشبة كره إحراقها۔

---

44 (مفاتيح الغيب، سورة طٰه، ج٨، ص ٣٩، مكتبه رشيديه، كوئٹه)

45 (تفسير غرائب القرآن ورغائب الفرقان، سورة طٰه، ج٤، ص ٥٣٣، مطبوعه دار الكتب العلميه، بيروت)

جب آیات قرآنیہ کو لکڑی پر لکھا گیا ہو تو اس لکڑی کو جلانا مکروہ ہے۔[46]

علامہ شمس الدین محمد بن عمر سفیری شافعی متوفی ۹۵۶ھ امام زرکشی متوفی ۷۹۴ھ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

یکرہ الحرق لغیر حاجۃ۔

علامہ زرکشی نے فرمایا کہ بغیر ضرورت کے قرآن مجید جلانا مکروہ ہے۔[47]

ذکر کردہ ائمہ اعلام کی تصریحات سے واضح ہوا کہ فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی بہت سے ائمہ و محدثین قرآن مجید جلانے کے قائل نہیں بلکہ قرآن مجید کے جلانے کو مکروہ و ممنوع قرار دیتے ہیں تو جو قرآن مجید بوسیدہ نہ ہو صحیح القرآۃ ہو اس کا جلانا کیونکر جائز ہو گا؟

فقہ حنفی میں بوسیدہ قرآن مجید جلانا جائز نہیں

ارشاداتِ فقہاء احناف

فقہ حنفی میں چونکہ بوسیدہ قرآن مجید جلانا جائز نہیں اسی وجہ سے اکثر ائمہ وفقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہی نظریہ تحریر فرمایا اور حضرات فقہاء کرام نے قرآن مجید کی تعظیم وادب کے پیش نظر بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کی ممانعت والے مؤقف کو راجح اور مفتی بہ قرار دیا۔ جیسا کہ امام اہل سنت سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاویٰ رضویہ، ج۲۳، ص۳۳۸ پر اس کے مفتی بہ ہونے کو ذکر فرمایا لہٰذا پھر فقہ حنفی کی ایک دو کتب میں جو جلانے کا ذکر آ گیا وہ محض ایک قول ہو گا جو کہ مؤول ہو گا یعنی پہلے دھویا جائے پھر نقوش مٹنے کے بعد اسے جلایا جائے یہ صورت فقہ

---

[46] (التبیان فی آداب جملۃ القرآن، فصل عدم جواز کتابۃ القرآن بالنجس، ص ۱۰۶، مکتبہ رحیمیہ، اکوڑہ خٹک، الاتقان، ج۲، ص ۱۲۲، میر محمد کتب خانہ، کراچی)

[47] (المجالس الوعظیہ، المجلس الاول، ج۱، ص ۲۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حنفی کی کتب میں مرقوم ہے نہ کہ مذہب اور وہ بھی مرجوع ہے اور مرجوع قول کو لے کر بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کا فتویٰ دینا خرق اجماع وجہالت پر مبنی ہو گا۔ **کما لا یخفی علی اھل العلم والفضل۔**

بایں وجہ پھر کسی حنفی کہلانے والے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد کے لئے ازروئے فقہ شریف کے اس کے خلاف پر عمل کی اجازت نہ ہو گی کہ وہ بوسیدہ قرآن مجید جلانا شروع کر دے اور مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانے لگے۔ اختصار کی وجہ سے یہاں پر صرف فقہاء کی عربی کتب سے عربی عبارات نقل کی جائیں گی اور چند ماضی قریب کے علماء کرام کے فتاویٰ شریف اور آخر میں ان کا خلاصہ ذکر کیا جائے گا۔

ا۔ حضرت سیدنا امام محمد بن حسن شیبانی قدس سرہٗ النورانی متوفی ۱۸۹ھ مالِ غنیمت میں مصحف ملے تو اس کے متعلق بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُحَرِّقَ بِالنَّارِ ذَلِكَ أَيْضًا وَلَكِنَّهُ يَنْظُرُ فِي ذَلِكَ. فَإِنْ كَانَ لِوَرَقِهِ قِيمَةٌ مُحِيَ الْكِتَابُ وَجُعِلَ الْوَرِقُ فِي الْغَنِيمَةِ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِوَرَقِهِ فَلْيَغْسِلْ وَرَقَهُ بِالْمَاءِ حَتَّى يَذْهَبَ الْكِتَابُ ثُمَّ يُحْرِقَهُ بَعْدَ ذَلِكَ إِنْ أَحَبَّ، الخ۔ [48]

۲۔ اسی کے تحت شرح کرتے ہوئے حضرت امام محمد بن احمد سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں:

وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُحَرِّقَ بِالنَّارِ ذَلِكَ أَيْضًا لِأَنَّ مِنَ الْجَائِزِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى، وَمِمَّا هُوَ كَلَامُ اللهِ، وَفِي إِحْرَاقِهِ بِالنَّارِ مِنَ الِاسْتِخْفَافِ مَا لَا يَخْفَى۔ [49]

---

48 (السیر الکبیر، ج۳، ص ۲۳۱)

49 (السیر الکبیر، ج۳، ص ۲۳۱)

۳۔ امام نصر بن محمد المعروف بہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۳۷۸ھ لکھتے ہیں:

کتب فیها اسم اللّٰہ تعالیٰ او مصحف یستغنی عنها یلقی فی الماء الجاری او یلف فی خرقة نظیفة ویدفن فی ارض طاهرة ولا یحرق ولو غسل فی الجاری واخذ القراطیس فهو افضل۔[50]

۴۔ امام فخر الدین حسن بن منصور بن محمود اوزجندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں:

و إن كانت كتب الرسائل و فيها اسم الله تعالى و استغنى عنها صاحبها و يجب ألا تقرأ قالوا أحب إلينا أن يمحي ما كان فيها من اسم الله تعالى ثم يحرقها أو يرميها في الماء الجاري الكثير فإن دفنها في الأرض الطاهرة لا ينالها كان ذلک حسنا و لا أحب أن يحرقها بالنار ما لم يمح ما كان فيها من اسم الله تعالى و الأنبياء و الملائكة۔[51]

۵۔ علامہ برہان محمد بن احمد بن عبد العزیز بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں:

وإذا صار المصحف خلقاً بحيث لا يقرأ منه لا يحرق، إليه أشار محمد رحمه الله في السير في باب مايوجد من الغنيمة، فيكره قسمته، وبه نأخذ، ولا يكره دفنه، الخ۔[52]

---

[50] (فتاوی النوازل، مسائل متفرقہ، ص ۳۰۱، المکتبۃ الحقانیہ، پشاور)

[51] (فتاویٰ قاضی خان، کتب الوصایا، فصل فی مسائل مختلفة، ج۳، ص ۵۰۲، المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ)

[52] (المحيط البرهانی، الفصل الخامس فی المسجد والقبلة والمصحف، ج۵، ص ۱۵۴، دار احياء التراث العربی، بيروت)

٦۔ علامہ عالم بن علاؤ الدین انصاری دہلوی متوفی ٧٨٦ھ حضرت امام محمد کا مالِ غنیمت کے حوالے سے ذکر کردہ کلام نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ولا ینبغی ان یحرق بالنار مخافۃ ان یکون فیہ شئی من اسماء اللّٰہ تعالیٰ واحراق مکتوب فیہ اسم من اسماء اللّٰہ تعالیٰ مکروہ قالوا: وتصیر ہذہ المسئلۃ روایۃ عن علمائنا فی المصحف اذا خلق وتعذرت القرأۃ منہ ان لا یحرق بالنار خلافا لما قالہ بعض المتکلمین۔[53]

اسی فتاویٰ میں دوسرے مقام پر ہے:

فی الذخیرۃ المصحف اذا صار خلقا وتعذر القرأۃ فیہ لا یحرق بالنار الیہ اشار محمد فی السیر الکبیر وبہ نأخذ، الخ۔[54]

٧۔ امام محمد کا مذکورہ یہی نظریہ علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم حنفی متوفی ١٠٠٥ھ نے بھی نقل کیا ہے۔[55]

٨۔ علامہ عمر بن محمد سنامی حنفی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ متوفی ٧٣٤ھ لکھتے ہیں:

وَفِي وَصَايَا الْمُلْتَقط كتب ورسائل يسْتَغْنى عَنْهَا وفيهَا اسْم الله تَعَالَى يمحى عَنْهَا ثمَّ يلقى فِي المَاء الْكثير الْجَارِي أَو يدفن فِي أَرض طيبَة أَو يفعل ذَلِک قبل المحو وَلَا يحرق بالنَّار كَذَا رُوِيَ عَن مُحَمَّد بن مقَاتل الرَّازِيّ فعلى هَذَا لَو غسلهَا بِالْمَاءِ الْكثير الْجَارِي وَاتخذ مِنْهُ قَرَاطِيس كَانَ أفضل۔[56]

---

[53] (فتاویٰ تاتارخانیہ، کتاب السیر، الفصل الثانی والعشرون فی قسمۃ الغنائم، ج٥، ص ٣١٤)

[54] (کتاب الکراہیۃ، الفصل فی المسجد والقبلۃ، ج١٨، ص ٢٨، ٢٩)

[55] (دیکھئے: النہر الفائق، کتاب الجہاد، باب الغنائم وقسمتہا، ج٣، ص ٢١٠)

[56] (نصاب الاحتساب، الباب الثانی، الاحتساب علی من یستخف بالحروف والکواغد، ص ٩٥)

۹۔ علامہ محمد بن مرامرز المعروف بہ ملا خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۸۸۵ھ لکھتے ہیں:
وَإِذَا صَارَ خَلَقًا بِحَيْثُ لَا يُقْرَأُ فِيهِ يُجْعَلُ فِي خَرِيطَةٍ وَيُدْفَنُ كَالْمُسْلِمِ كَذَا فِي الْبَزَّازِيَّةِ، وَقَالَ فِي غَيْرِهَا يُغْسَلُ فِي مَاءٍ جَارٍ وَلَا يُحْرَقُ۔[57]

۱۰۔ وھکذا فی حاشیۃ الشرنبلالی علی درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الکراھیۃ والاستحسان، ج ا، ص ۳۱۹۔

۱۱۔ ملا نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۰۶۱ھ لکھتے ہیں:
الْمُصْحَفُ إذَا صَارَ خَلَقًا وَتَعَذَّرَتْ الْقِرَاءَةُ مِنْهُ لَا يُحْرَقُ بِالنَّارِ، أَشَارَ الشَّيْبَانِيُّ إلَى هَذَا فِي السِّيَرِ الْكَبِيرِ وَبِهِ نَأْخُذُ، كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ۔[58]

۱۲۔ علامہ سید احمد طحطاوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۲۳۰ھ لکھتے ہیں:
قولہ (لا یقرأ فیہ) لضعف خطہ او تمزیقہ (قولہ یدفن) ای فی غیر ممتھن لا یوطأ بالارجل وفی الحظر والاباحۃ من ھذا الکتاب الکتب التی لا ینتفع بھا یمحی عنھا اسم اللہ تعالیٰ وملائکتہ ورسلہ وتحرک الباقی ولا باس بان یلقی فی جار کما ھی او تدفن وھو احسن کما فی الاشباہ۔[59]

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:
المصحف اذا صار خلقا وتعذر القرأۃ فیہ لا نحرقہ بالنار وبہ نأخذ۔[60]

---

[57] (درر الحکام شرح غرر الاحکام، فصل ملک الامۃ بشراء، ج ا، ص ۳۱۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت)
[58] (الفتاوی الھندیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلۃ، ج۵، ص ۳۲۳، المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ، الفتاویٰ الھندیۃ، الفصل الثانی فی کیفیۃ القسمۃ، ج۲، ص ۲۱۵، کوئٹہ)
[59] (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، ج ا، ص ۱۰۰، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
[60] (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۴، ص ۱۲۰)

۱۳۔ شیخ محمد بن حسین الطوری القادری الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں:

والکتب التی فیھا الرسل وفیھا اسم اللہ تعالیٰ ویستغنی عنھا صاحبھا بحیث الا یقرأھا واجب محوما فیھا من اسم اللہ تعالیٰ ولم یحفر لھا ویلقیھا فی الماء الجاری الکثیر فلا بأس به وان لم یفعل ودفنھا فی ارض طاھرۃ ولا ینالھا قذر کان حسنا ولا یجوز ان یحرقھا بالنار حتی یمحو ما کان من اسماء اللہ تعالیٰ واسماء رسله وملائکته۔[61]

۱۴۔ خاتمۃ المحققین علامہ سید محمد امین المعروف بہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

وَفِي الذَّخِيرَةِ: الْمُصْحَفُ إذَا صَارَ خَلَقًا وَتَعَذَّرَ الْقِرَاءَةُ مِنْهُ لَا يُحْرَقُ بِالنَّارِ إلَيْهِ أَشَارَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ، وَلَا يُكْرَهُ دَفْنُهُ، انتھی۔[62]

۱۵۔ امام اہل سنت سیدی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۳۴۰ھ بوسیدہ مصحف شریف کے جلانے کی بابت میں لکھتے ہیں:

احراقِ مصحف بوسیدہ وغیر منتفع علماء میں مختلف فیہ ہے اور فتویٰ اسی پر ہے کہ جائز نہیں۔[63]

۱۶۔ مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۴۰۵ھ لکھتے ہیں:

قرآن کریم اگر پرانا بوسیدہ ہو جائے اور اس قابل نہ رہے کہ اس میں سے تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہو جائیں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس

---

[61] (تکملۃ البحر الرائق، کتاب الوصایا، باب وصیۃ الذمی، ج ۹، ص ۳۰۲، المکتبۃ الحبیبیۃ، کوئٹہ)

[62] (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۹۶، المکتبۃ الحقانیہ، پشاور)

[63] (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۳۳۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں تا کہ قرآن کریم پر مٹی نہ آئے البتہ ایسی حالت میں اسے جلایا نہ جائے (فتاویٰ عالمگیری) کہ اس کے جلانے سے اس کی بے حرمتی کی بو آتی ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**[64]

۱۷۔ فتاویٰ فقیہ ملت سے فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد الامجدی قدس سرہٗ القوی کا تصدیق کردہ فتویٰ شریف دیکھیے:

جو قرآن مجید پرانا اور بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اوراق بکھر کر ضائع ہوں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں لحد بنائی جائے تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ اس کو جلایا نہ جائے ایسا ہی بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص۱۱۸ پر فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے ہے اور اسی طرح وہ اسٹیکر، شادی کارڈ اور خط وغیرہ جن مین قرآن کی آیتیں حدیثیں درود شریف یا اولیاء کرام کے نام یا گنبذ وغیرہ ہوتے ہیں انہیں بھی مذکورہ طریقے پر دفن کر دیا جائے یا دریا میں ڈال دیا جائے جلانے کی اجازت نہیں (آگے مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام کی عبارت ذکر کی جس کے آخر میں ہے) **لاتحرق بالنار الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔**[65]

۱۸۔ حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۴۱۳ھ آپ کے فتاوی کی دوسری جلد میں ہے کہ بوسیدہ قرآن مجید نہ جلانے پر تین لگاتار فتوے ہیں ان سے یہاں پر ایک نقل کیا جاتا ہے آپ لکھتے ہیں قرآن پاک کے بوسیدہ اور پرانے ت اوراق اور وہ اخبارات ورسائل جن میں قرآنی آیات اور احادیث وغیرہ میں پتھر باندھ کر ڈال دینا سب سے زیادہ اچھا اور زیادہ مناسب ہے جلانا پسندیدہ عمل نہیں۔

---

[64] (احسن الفتاویٰ المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ، ج۳، ص ۲۰۴، ضیاء القرآن، لاہور)

[65] فتاویٰ فقیہ ملت، ج۲ ص ۳۲۹ شبیر برادر لاہور

عالمگیری میں ہے:

المصحف إذا صار خلقا و تعذرت القراءة منه لا يحرق بالنار۔[66]

ترجمہ: یعنی جب قرآن مجید بوسیدہ ہو جائے اور اس میں پڑھا نہ جاسکے تو اس کو آگ میں نہ جلایا جائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے ان نسخوں کو جلادینے کا حکم دیا تھا جن میں (قرأت شاذہ) تھی یا تفسیر بھی ساتھ لکھے ہوئی تھی یا جو لغت قریش کے علاوہ دوسری لغت کے مطابق تحریر کئے گئے تھے ان نسخوں کے جلادینے میں حکمت یہ تھی کہ امت مسلمہ کو اختلاف فی القرآن سے بچایا جائے اگر ان نسخوں کو باقی رہنے دیا جاتا تو ایسے اختلافات شدیدہ رونما ہوتے جن کا سدباب کرنا مشکل ہو جاتا جلیل القدر محدث حضرت علامہ ایاز رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان اوراق کو پہلے پانی سے دھویا گیا یعنی نقوش پانی سے مٹادئے گئے پھر ان اوراق کو جلایا دیا گیا تاکہ ان کی بے ادبی نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے:

لاتقول لعثمان فی احراق المصاحف الا خیر۔

ترجمہ: یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مصاحف کے جلانے کے بارے میں سوائے بھلائی کے کچھ نہ کہو۔[67]

۱۹۔ حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ بوسیدہ قرآن مجید کے متعلق لکھتے ہیں: فتاوی رضویہ جلد ۱۰ نصف ثانی میں ہے (مصحف کریم کا جلانا جائز نہیں) نص علیہ فی درالمختار بلکہ حفاظت کی جگہ دفن کیا جائے جہاں پاؤں نہ پڑے مسئلہ معلوم ہونے کے بعد جو جلانے پر اصرار

---

66 الفتاوی الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي الناشر دار الفكر ج۵ ص ۳۲۳

67 وقار الفتاوی ج۲ ص ۱۰۳۔۱۰۴ بزم وقار الدین کراچی

کرے اور جلانے والوں کی تائید کرے سب ناجائز خلاف شرع کام کرنے والے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ۔ [68]

۲۰۔ فقہ حنفی کی کتب سے انیس حوالے نقل کئے گئے ہیں مزید ایک حوالہ جو کہ فقہاء احناف کثرہم اللہ تعالیٰ کا کتب شافعیہ میں مرقوم ہے دیکھئے:

وفی بعض کتب الحنفیۃ ان المصحف اذا بلی لایحرق بل یحفر لہ فی الارض ویدفن۔

فقیر رضوی غفرلہ بہ القوی کو فقہ حنفی کی اس مسئلہ میں ہی کتب دیکھنے کا موقع ملا تو ان کتب سے بوسیدہ قرآن مجید اور اوراق مصحف شریف کے نہ جلانے کے جو حوالے نظر آئے نقل کر دیے اہل علم اس مسئلہ میں تحقیق کرکے مزید اضافات کر سکتے ہیں۔

بوسیدہ قرآن مجید نہ جلانے کی بابت فقہاء احناف کی عبارات کا خلاصہ:

فقہاء احناف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بوسیدہ قرآن مجید کو اس کے احترام وادب کے پیش نظر جلانے کو ناجائز ممنوع ومکروہ اور قرآن مجید کے ادب واحترام کے خلاف قرار دیا۔

سب سے پہلے اس مسئلہ کو حضرت سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی (کتاب السیر) جہاں مال غنیمت کی تقسیم کا ذکر کیا وہاں بیان فرمایا اسی سے حضراتِ فقہاء حنفیہ نے بوسیدہ قرآن مجید کے جلانے کے عدم جواز کو مستنبط کیا۔ بوسیدہ قرآن مجید جلانا جائز نہیں ہمارے فقہاء کے نزدیک یہی نظریہ مفتی بہ ہے جیسا ابھی محیط برہانی، فتاوی عالمگیری، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، اور فتاوی شامی وفتاوی رضویہ کے حوالے سے گزران حضرات نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے بوسیدہ قرآن حکیم نہ جلانے کے مسئلہ کو ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرمایا۔ (وبہ نأخذ)

---

[68] فتاوی بحر العلوم ج ۶ ص ۳۲۱ شبیر برادر لاہور

علامہ شامی و دیگر فقہاء نے اس کو مفتیٰ بہ اقوال کی علامات میں ذکر فرمایا ہے:

اما العلامات للافتاء فقولہ۔ و علیہ الفتوی۔ و بہ یفتی۔ و بہ نأخذ۔ انتھی۔[69]

اور امام اہل سنت نے بھی اس کی تصریح فرمائی:

جن اوراق و کاغذات میں اللہ تعالیٰ کے اسماء یا انبیاء کرام اور فرشتوں کے اسماء مکتوب ہوں تو ان کاغذات کو اور کاموں کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں بے ادبی ہے (جیسے اخبارات واشتہارات کو پکوڑوں، بھونے ہوئے دانوں کیلئے اور حکیموں کا ادویات کے لئے استعمال کرنا اسی طرح فروٹ اور سبزیوں وغیرہ کی پیٹیوں کو بند کرنے کے لئے استعمال کرنا اور اسی طرح گاڑیوں کی پینٹنگ کرنے کیلئے اخبارات کا استعمال کرنا گرمیوں میں پنکھوں کو لپیٹنے اور تنور والوں کا روٹیاں رکھنے کے لئے اخبارات کا استعمال کرنا وغیرہ)۔

اس میں آیات مقدسہ واسماء کی سخت بے ادبی ہے اس سے اجتناب نہایت ضروری ہے (کماذکر) مقدس اوراق سے اسماء متبرکہ مٹانے کے بعد انہیں جلانا جائز ہے یہ کمال ادب ہے اور کاغذات ایسے ہوں کہ ان سے اسماء متبرکہ کے نقوش مکمل ختم ہو جائیں تو اِن کو عند الفقہاء اس کے بعد اور جائز کاموں میں استعمال کرنا بھی جائز ہے کیونکہ کسی چیز کی ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔ (کما لایخفی علی ذی البصیرۃ)۔

شیخ زین الدین المعروف بہ ابن نجیم مصری حنفی لکھتے ہیں:

ولو کان فیہ اسم اللہ تعالیٰ او اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم فیجوز محوہ لیلف فیہ شیٔ۔۔۔ لو حایکتب فیہ القرآن استعمالہ فی امر الدنیا یجوز۔

---

[69] شرح عقود رسم المفتی الفاظ التصحیح ص ۱۵۲ السعید کراچی

بوسیدہ قرآن مجید وکتب دینیہ اور مقدس اوراق کو محفوظ کرنے کا طریقہ:

قرآن مجید جب بوسیدہ ہو جائے یا اس کے اوراق پرانے ہو جائیں اور وہ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے تلاوت کے قابل نہ رہیں اسی طرح کتب دینیہ ومقدس تحریرات بوسیدہ ہونے کی وجہ سے جب قابل انتفاع نہ رہیں اوران کے اوراق بکھرنے کا خطرہ ہو توان کو بے ادبی سے بچانے کے لئے اور ان کو محفوظ کرنے کے حضرات فقہاء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے چند طریقے تحریر فامائے ہیں۔

1۔ دفنانا

2۔ دھونااور جاری پانی میں بہانا۔

3۔ دھونے اور نقوش وغیرہ مٹانے کے بعد جالانا۔

بوسیدہ قرآن مجید اور اوراق مقدسہ کا دفنانا:

جب قرآن مجید بوسیدہ ہو جائے اور تلاوت کے قابل نہ رہے اس کو یا بوسیدہ اوراق قرآنیہ کو بے ادبی وبے حرمتی سے بچانے کی غرض سے انہیں کسی پاک وصاف کپڑے میں لپیٹ کر کسی ایسی پاک جگہ دفن کر دیا جائے کہ جہاں کسی کے پاؤں نہ پڑتے ہوں اور وہ جگہ غلاظت ونجاست کے پہنچنے سے بھی محفوظ ہو اور تدفین کی عند الفقہاء بہترین صورت یہ ہے کہ ایک گہری بغلی قبر (لحد) کھودی جائے جس طرح مسلمان دفن کئے جاتے ہیں اسی طرح بوسیدہ مصاحف اور دیگر بوسیدہ اوراق قرآنیہ وکتب دینیہ وغیرہ کو اس میں دفن کر دیا جائے یا پھر شق (سیدھی) قبر کھودی جائے اور اس میں ان کی تدفین کی جائے لیکن ایسی قبر کہ اوپر چھت بنادی جائے تاکہ مٹی قرآن مجید کے اوپر نہ پڑے کہ جس سے بے ادبی ہو یا اس کے اوپر بڑا پتھر وغیرہ رکھ کر اس کو ایسا لیپ یا پلستر کر دیا جائے کہ ان تک مٹی اور پانی وغیرہ نہ پہنچ سکیں۔

علامہ نظام الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

المصحف إذا صار خلقا لا يقرأ منه ويخاف أن يضيع يجعل في خرقة طاهرة ويدفن و دفنه أولى من وضعه موضعا يخاف أن يقع عليه النجاسة أو نحو ذلک ويلحد له لأنه لو شق و دفن يحتاج إلى إهالة التراب عليه وفي ذلک نوع تحقير إلا إذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب إليه فهو حسن أيضا كذا في الغرائب۔ [70]

ترجمہ: جب مصحف بوسیدہ ہو جائے اس سے تلاوت نہ کی جاسکے اور یہ اندیشہ ہو کہ وہ ضائع ہو جائے گا(یعنی اس کی بے ادبی ہونے لگے گی)تو اسے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی محفوظ جگہ دفن کر دیا جائے اور اس کا دفن کرنا زیادہ بہتر ہے بنسبت کسی ایسی جگہ رکھ دینے سے جہاں اس پر گندگی اور اس کی طرح کسی چیز کے پڑنے کا اندیشہ ہو اور اس کی تدفین کے لئے لحد (بغلی قبر) بنائی جائی(نا کہ شق صندوقچی سیدھی قبر)اس لئے کہ اگر اس کے لئے صندوق نما قبر بنائی گئی تو دفن کرنے کے لئے اس پر مٹی ڈالنے کی ضرورت پیش آئے گی اور اس میں بھی ایک لحاظ سے بے ادبی والا پہلو ہے ہاں جب مصحف شریف کو(صندوق نما)قبر میں رکھ کر اس کے اوپر چھت بنادی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پہنچے تو یہ صورت بھی اچھی ہے اسی طرح فتاوی الغرائب میں ہے۔ [71]

اسی طرح علامہ محمد بن علی حصکفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

المصحف اذا صار بحال لا يقرأ فيه يدفن كالمسلم۔ [72]

---

[70] الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان الناشر دار الفكر ج۵ ص ۳۲۳

[71] الفتاوی الهندیه الباب الخامس فی آداب المسجد ج۵ ص ۳۲۳ مطبوعه پشاور و بکذافی الفتاوی الرضویه ج۲۳ ص ۳۳۹ مطبوعه لاهور

[72] درمختار، کتاب الطهارة صفحه ۳۰ دار الکتب العلمیه بیروت

ترجمہ: مصحف شریف کی جب ایسی حالت ہو جائے کہ اسے پڑھا نہ جا سکے تو پھر اسے مسلمانوں کی طرح (احترام سے) دفن کر دیا جائے۔

علامہ سید ابن عابدین شامی قدس سرہٗ النورانی متوفی ۱۲۵۲ھ اسی کے تحت لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ: يُدْفَنُ) أَيْ يُجْعَلُ فِي خِرْقَةٍ طَاهِرَةٍ وَيُدْفَنُ فِي مَحَلٍّ غَيْرِ مُمْتَهَنٍ لَا يُوطَأُ. وَفِي الذَّخِيرَةِ وَيَنْبَغِي أَنْ يُلْحَدَ لَهُ وَلَا يُشَقُّ لَهُ، لِأَنَّهُ يَحْتَاجُ إلَى إهَالَةِ التُّرَابِ عَلَيْهِ، وَفِي ذَلِكَ نَوْعُ تَحْقِيرٍ إلَّا إذَا جُعِلَ فَوْقَهُ سَقْفٌ بِحَيْثُ لَا يَصِلُ التُّرَابُ إلَيْهِ فَهُوَ حَسَنٌ أَيْضًا، الخ۔[73] (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔)

امام اہل سنت سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان متوفی ۱۳۴۰ھ اس پر تحریر فرماتے ہیں:

اقول الشق قد ینھدم فاللحد اولی۔

میں کہتا ہوں شق (سیدھی قبر) کبھی گر جاتی ہے لہٰذا بغلی قبر ہی زیادہ بہتر ہے ہاں جہاں زمین ایسی نرم و کمزور ہو کہ بغلی کے دھنس جانے کا اندیشہ ہو تو اڑانے تختے مضبوط لگا کر قبر بنائیں اور اگر اوراق تھوڑے ہوں تو سب سے اولیٰ یہ ہے کہ ایک یا زیادہ کا تعویز بنا کر اطفالِ مسلمین کو تقسیم کر دیں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**[74]

---

[73] (ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، ج ۱، ص ۳۵۴، المکتبۃ الحقانیہ، پشاور)

[74] (الفتاویٰ الرضویۃ، ج ۲۳، ص ۴۰۳، ۴۰۴، لاھور، جدالممتار علی ردالمحتار، ابحاث الغسل، ج ۱، ص ۵۱۷، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

درج ذیل کتب فقہیہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے:

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، باب الحیض و النفاس، ص ۱۴۷، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب الحیض و النفاس، ج ۱، ص ۲۰۷، قاسم پبلی کیشنز، لاهور، بهارِ شریعت، ج ۳، ص ۴۹۵، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بوسیدہ مصاحف اور دیگر کتب دینیہ کہ جو پڑھنے کے قابل نہ رہیں ان کی حفاظت کے طریقوں میں تدفین کو فقہاء نے بہترین طریقہ قرار دیا۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در مختار کی عبارت "او تدفن وھو احسن کما فی الانبیاء" کے تحت لکھتے ہیں:

لٰكِنَّ عِبَارَةَ الْمُجْتَبٰى وَالدَّفْنُ أَحْسَنُ كَمَا فِي الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ إِذَا مَاتُوا ، وَكَذَا جَمِيعُ الْكُتُبِ إِذَا بَلِيَتْ وَخَرَجَتْ عَنْ الِانْتِفَاعِ بِهَا ، انتهى۔ يَعْنِي أَنَّ الدَّفْنَ لَيْسَ فِيهِ إِخْلَالٌ بِالتَّعْظِيمِ ، لِأَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ يُدْفَنُونَ۔

مجتبیٰ میں لکھا ہے کہ جب مصحف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو دفن کرنا احسن ہے جیسے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو دفن کیا جاتا ہے اور اسی طرح تمام دینی کتابیں جب پرانی (بوسیدہ) ہو جائیں اور ان سے نفع نہ اٹھایا جاسکے تو ان کا بھی یہی حکم ہے اور دفن کرنا تعظیم کے خلاف نہیں کیونکہ لوگوں میں افضل حضرات (انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ) بھی دفن کئے جاتے ہیں۔[75]

بوسیدہ مصاحف واوراق مقدسہ کو پانی میں دھویا جائے

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بوسیدہ مصاحف وغیرہ کو بے ادبی سے بچانے اور ان کی حفاظت کا ایک یہ طریقہ بھی لکھا ہے کہ جب مصاحف وکتب دینیہ وغیرہ کثرت استعمال کی وجہ سے

---

[75] (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۹، ص ۶۹۲، المکتبۃ الحقانیہ، پشاور)

پرانے اور بوسیدہ ہو جائیں تو ان کو پاک پانی کے ساتھ دھوڈالا جائے اور اس پانی کو پاک جگہ میں ڈالا جائے اور ان کے نقوش وغیرہ مٹ جانے کے بعد ان کاغذات کو کسی غرض صحیح کے لئے استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ علامہ عمر بن محمد سنامی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۷۳۴ھ لکھتے ہیں:

كَذَا رُوِيَ عَن مُحَمَّد بن مقَاتل الرَّازِيّ فعلى هَذَا لَو غسلهَا بِالْمَاءِ الْكثير الْجَارِي وَاتخذ مِنْهُ قَرَاطِيس كَانَ أفضل۔

ترجمہ: اسی طرح محمد بن مقاتل سے اس کے متعلق مروی ہے کہ اگر ان (مصاحف وکتب دینیہ وغیرہ) کو کثیر چلتے ہوئے پانی سے دھوڈالے اور ان کو بطور کاغذ (استعمال کے لئے) بنالے تو یہ بھی افضل ہو گا۔[76]

اسی درر الحکام میں ہے:

وَقَالَ فِي غَيْرِهَا يُغْسَلُ فِي مَاءٍ جَارٍ وَلَا يُحْرَقُ، اھ۔[77]

اس سے معلوم ہوا کہ مقدس اوراق کو بے ادبی سے بچانے کے لئے پاک پانی میں دھویا جائے جس سے ان کی روشنائی مٹ جائے تو یہ طریقہ بھی جائز ہے لیکن یہ تو اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب روشنائی کچی ہو جو دھونے سے دھل جائے جیسا کہ پہلے ادوار میں تھا اب تو چونکہ روشنائی اتنی پختہ وسخت ہوتی ہے جو پانی سے نہیں دھلتی لہٰذا ان بوسیدہ کاغذات کے متعلق مذکورہ طریقہ یا آمدہ طریقوں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جائے لیکن پھر بھی اگر ضرورت داعیہ اس طریقہ کی طرف ہو اور کوئی پاک کیمیکل میسر ہو جس سے ان کی بے ادبی کا کوئی پہلو نہ بنتا ہو تو اسے استعمال کر کے بوسیدہ کتب

---

[76] (نصاب الاحتساب، الباب الثانی، ص ۹۵)

[77] (درر الحکام شرح غرر الاحکام، فصل ملک الامۃ، ج ۱، ص ۳۱۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

وغیرہ سے اس پاک کیمیکل کے ذریعے نقوش وحروف مٹانے کی رخصت ہو گی اسی طرح حضرات فقہاء کرام بوسیدہ مصاحف اور کتب دینیہ اور دیگر اوراق مقدسہ کو چلتے پاک پانی میں بہادینے کی بھی اجازت دیتے ہیں۔

جیسا کہ علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

ولا بأس بان یلقی فی ماء جار کماھی او تدفن وھو احسن کما فی الاشباہ۔[78]

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

واما غیرہ من الکتب فسیاتی فی الحظر و الاباحۃ انہ یمحی عنھا اسم اللہ تعالیٰ وملئکۃ ورسلۃ ویحرق الباقی ولا بأس بان تلقی فی ماء جار کماھی او تدفن وھو احسن۔اھ۔[79]

ترجمہ: حضرات فقہاء اسلام نے بوسیدہ مصاحف واوراق مقدسہ کے تلف کرنے کے جتنے بھی طریقے ذکر فرمائے وہ صرف اس لئے کہ بوسیدہ مصاحف کو بے ادبی وتوہین سے بچایا جائے اور اس میں قرآن مجید کی غایت درجہ کی تعظیم کو مدنظر رکھا جائے جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارتِ ذیل سے یہ حقیقت واضح ہے۔

آپ بوسیدہ قرآن مجید کے نہ جلانے والے مسئلہ کو ذکر کرتے ہوئے اور تدفین قرآنِ حکیم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يَعْنِي أَنَّ الدَّفْنَ لَيْسَ فِيهِ إخْلَالٌ بِالتَّعْظِيمِ ، لِأَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ يُدْفَنُونَ .وَفِي الذَّخِيرَةِ : الْمُصْحَفُ إذَا صَارَ خَلَقًا وَتَعَذَّرَ الْقِرَاءَةُ مِنْهُ لَا يُحْرَقُ بِالنَّارِ إلَيْهِ أَشَارَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ، وَلَا يُكْرَهُ دَفْنُهُ، وَيَنْبَغِي أَنْ يُلَفَّ بِخِرْقَةٍ طَاهِرَةٍ، وَيُلْحَدَ لَهُ لِأَنَّهُ لَوْ شُقَّ وَدُفِنَ يَحْتَاجُ إلَى إهَالَةِ التُّرَابِ عَلَيْهِ، وَفِي ذَلِكَ نَوْعُ تَحْقِيرٍ إلَّا إذَا جُعِلَ فَوْقَهُ سَقْفٌ وَإِنْ شَاءَ غَسَلَهُ بِالْمَاءِ أَوْ وَضَعَهُ فِي مَوْضِعٍ طَاهِرٍ

[78] (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، ج ۱، ص ۱۰۰، کوئٹہ)

[79] ردالمختار، کتاب الطھارۃ ج ۱ ص ۳۵۴ پشاور

لَا تَصِلُ إِلَيْهِ يَدُ مُحْدِثٍ وَلَا غُبَارٌ ، وَلَا قَذَرٌ تَعْظِيمًا لِكَلَامِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اھ ۔[80] (ترجمہ گزر چکا ہے)۔

ذکر کردہ عبارات فقہاء کرام سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید ودیگر کتب دینیہ وغیرہ کو دفن کرنے اور دیگر طریقوں سے محفوظ کرنے کے لئے جو طریقے صورتیں فقہاء کرام نے بیان فرمائیں وہ فقط اس لئے کہ ان کی بے ادبی وتوہین نہ ہو انہی طریقوں میں سے ایک طریقہ دریابرد کرنے کا بھی تھا(کما ذکر الان) یہ بھی قرآن مجید وکتب دینیہ کو بے ادبی سے بچانے اور حفاظت کے لئے ہے لیکن چونکہ پہلے زمانوں میں لکھائی کچی روشنائی وسیاہی وغیرہ سے ہوا کرتی تھی جو کہ دریابرد کرنے سے دھل جاتی تھی اور اگر کچھ کاغذات وغیرہ بعد میں نہر ودریا وغیرہ سے ظاہر ہو بھی جاتے تو ان پر لکھائی مٹ چکی ہوتی اور ساتھ یہ بھی کہ ان میں نجس وغلیظہ اور ناپاک پانی بھی نہ پڑتا تھا جیسا کہ اب ہورہا ہے لہذا اس وجہ سے اس کی بے ادبی وتوہین نہ ہوتی لیکن چونکہ اب ایک تو تحریریں قرآن مجید کے نقوش وحروف ہوں یا دیگر کتب دینیہ کی وہ پختہ روشنائی سے ہوتی ہیں جو کہ بعد از دریابرد کے بھی دھلتی نہیں ہیں اور کاغذات سے ختم نہیں ہوتیں اور دوسری بات یہ کہ آبادیوں کی کثرت کی وجہ سے شہروں وقریب کی آبادیوں کا نجس وپلید پانی ان نہروں اور دریائوں وغیرہ میں مختلف نالوں سے شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے ایسے دریاؤں ونہروں میں بوسیدہ مصاحف وکتب دینیہ ڈالنے کی وجہ سے ان کی شدید بے ادبی وبے حرمتی لازم آتی ہے اور فقہاء کرام کا یہ صورت ذکر کرنے کا اصل مقصود تو بوسیدہ مصاحف وکتب دینیہ وغیرہ کو بے ادبی سے بچانا تھا جو کہ اس صورت میں اب حاصل نہیں ہو سکتا۔

[80] ردالمحتار ج۷ ص۲۹۰

لہذا ایسے حالات میں (کم من احکام یختلف باختلاف الزمان) کے اصول کے پیش نظر ان دریاؤں ونہروں میں بوسیدہ قرآن مجید وکتب دینیہ ومقدس اوراق کو ڈالنے کی قطعاً اجازت نہیں اس کی مثال دیکھئے جیسے راولپنڈی کے قریب چلنے والا (دریائے سواں) جس میں ہر وقت راولپنڈی کے نالہ لئی کا گندہ پانی پڑتا رہتا ہے جس طرح لاہور کے اندر اچھرہ کی نہر وغیرہ اسی طرح وہ نہریں اور دریا جن میں گندہ پانی تو نہیں پڑتا لیکن وہ کچھ عرصہ چلتی رہتی ہیں اور پھر پانی کی قلت کی وجہ سے خشک ہو جاتی ہیں تو ان میں بھی بوسیدہ مصاحف وغیرہ کو ڈالنے کی قطعاً اجازت نہیں کیونکہ جب وہ خشک ہوتی ہیں اور اوراقِ مصاحف وتحریراتِ دینیہ سے روشنائی کے پختہ ہونے کی وجہ سے وہ زائل نہیں ہوتی تو نہروں کے خشک ہو جانے کے بعد پھر وہ اوراق اِدھر اُدھر بکھرتے رہتے ہیں اور اِدھر اُدھر اڑتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے بے ادبی کی وہی صورت لازم آتی ہے لہذا اس سے اجتناب لازمی وضروری ہے۔

بوسیدہ مصاحف ومقدس تحریروں کے نقوش مٹانے کے بعد ان کو جلانا:

بوسیدہ مصاحف اور وہ کتب دینیہ جو پڑھنے کے قابل نہ رہیں اسی طرح وہ مقدس تحریریں یا مقدس اسماء پر مشتمل اوراق جو کہ قابل انتفاع نہ ہوں ان سے حروف ونقوش وغیرہ مٹانے کے بعد ان کو بنیت ادب وحفاظت کے جلا دینے کی حضرات فقہاء کرام اجازت دیتے ہیں بوسیدہ قرآن مجید سے نقوش وحروف مٹا دینے کے بعد صرف خالی اوراق کاغذات کو جلانے کا مسئلہ تو گذشتہ باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے عمل سے جس کا ذکر امام عیاض مالکی وامام ابن حجر عسقلانی شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا اس سے سمجھ آتا ہے لیکن پھر بھی یہ صورت بوسیدہ قرآن حکیم کے متعلق اختیار نہ کی جائے تو بہتر ہے (کما اشار الیه امام اهل السنة رحمته اللہ تعالیٰ علیه وسیاتی

بیانہ) بلکہ اس کو دفن کرنا زیادہ بہتر ہے بہر حال دیگر اسماء مقدسہ اسماء پر مشتمل تحریرات جیسے اخبارات واشتہارات وغیرہ ہیں ان سے کے بعد ان کاغذات واوراق کو جلانے میں عند الفقہاء کوئی حرج نہیں اسی طرح مقدس اسماء آیات واحادیث وغیرہ کو ان سے الگ کر لیا جائے اور بقیہ اردو وغیرہ کو بھی نیت حفاظت بے ادبی سے بچائے کہ اسے بھی جلانے میں کوئی حرج نہیں عبارات فقہاء کرام یہی واضح کر رہی ہیں۔

حضرت سیدنا امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

و لا ینبغي له أن یحرق بالنار ذلک أیضاً، ولکنه ینظر في ذلک، فإن کان لورقه قیمة محي الکتاب و جعل الورق في الغنیمة، وإن لم یکن لورقه قیمة فلیغسل ورقة الماء حتی یذهب الکتاب ثم یحرقه بعد ذلک إن أحب۔[81]

صاحب فتاوی قاضی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

و إن کانت کتب الرسائل و فیها اسم الله تعالی و استغنی عنها صاحبها و یجب ألا تقرأ قالوا أحب إلینا أن یمحي ما کان فیها من اسم الله تعالی ثم یحرقها أو یرمیها في الماء الجاري الکثیر فإن دفنها في الأرض الطاهرة لا ینالها کان ذلک حسنا و لا أحب أن یحرقها بالنار ما لم یمح ما کان فیها من اسم الله تعالی و الأنبیاء و الملائکة۔[82]

امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے قرآن مجید کے بوسیدہ پاروں اور بچوں کو پڑھائے جانے والے پرانے قواعد بغدادی و قواعد ابجد کی حفاظت کے متعلق سوال ہوا۔

---

[81] شرح کتاب السیر الکبیر ج ۱ ص ۳۳۴

[82] (فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة، کتاب الوصایا، فصل فی مسائل مختلفة، ج۳، ص ۵۰۶، المکتبة الرشیدیه، کوئٹه، نصاب الاحتساب، الباب الثانی، ص ۹۵، حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الطهارة، ج ۱، ص ۱۰۰، مکتبة الرشیدیه، کوئٹه، الدر المختار، کتاب الحظر و الاباحة مع رد المحتار، ج ۹، ص ۶۹۲، المکتبة الحقانیه، پشاور)

تو آپ تفصیلی فتویٰ ارشاد فرمانے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

حاصل البتہ قواعد بغدادی وابجد اور سب کتب منتفع بہاماورائے مصحف کریم کے جلا دینا اور محو اسماء باری عز اسمہ اور اسماء رسل وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جائز ہے **كما فی الدر المختار الكتب التي لا ينتفع بها يمحى عنها اسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقي۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه عزّ اسمه اتم۔**[83]

حضرات فقہاء کرام کے ارشادات عالیہ سے معلوم ہوا کہ کتب دینیہ، دنیویہ وغیرہ اور اخبارات وتحریرات مقدسہ وغیرہ سے آیات واحادیث اور دینی مضامین والے صفحات اور اسماء الٰہیہ وحضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء طیبات کو جتنا ممکن ہو سکے مٹا دینے کے بعد یا ان کو علیحدہ کرکے محفوظ کر لینے کے بعد بقیہ کتب غیر منتفع بہا اور دیگر تحریرات واوراق کو بنیت ادب کے شرعاً جلانا جائز ہے، لوگوں کی غفلت ولاپرواہی کو دیکھتے ہوئے اور اوراق مقدسہ کی اس قدر کثرت (کہ کوئی گلی وکوچہ خالی نہ ہو گا جہاں اخبارات واشتہارات وغیرہ زمین پر پڑے نظر نہ آئیں) کے پیش نظر بعد از محو آیات واحادیث واسماء مقدسہ کے یہ جلانے والی صورت بنیت حفاظت وادب کے اختیار کی جائے تو بالکل جائز ہو گی۔

---

83 (الفتاوی الرضویہ، ج۲۳، ص ۳۳۹، ۳۴۰، لاہور)

امام الفقہاء مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس بارے میں سوال ہوا جو کہ یہاں پر فائدہ عامہ سے بمع سوال وجواب پیش خدمت ہے:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عربی اور اردو کتابیں اور کاغذ یا پرچہ ادب کے خیال سے جلا کر ان کی راکھ کسی گوشہ میں جہاں پر نہ جاسکتے ہوں وہاں دفن کر دیں تو گناہ تو نہیں؟ **بینوا وتوجروا**۔

الجواب: کچھ گناہ نہیں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**۔[84]

اس سے معلوم ہوا جلا کر اس راکھ کو دفنا کر محفوظ کر لیا جائے کیونکہ اب روشنائی ایسی پختہ ہوتی ہے کہ جلانے کے بعد بھی کتابت کے حروف ونقوش پڑھے جاسکتے ہیں وہ بالکلیہ ختم نہیں ہوتے اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے لہٰذا اس کو دفنا کر محفوظ کر دیا جائے۔

نجاست آلود مصحف شریف واوراق مقدسہ کو محفوظ کرنے کا طریقہ

اگر کسی قرآن مجید کے ساتھ (معاذ اللہ) نجاست لگ جائے تو اسے پاک کرنا واجب ہے جہاں تک فقیر سے ممکن ہو سکا فقہ حنفی کی کتب کی عرق ریزی کی لیکن کہیں اس کے متعلق صراحت نہیں ملی کہ ایسے مصحف شریف سے نجاست کیسے دور کی جائے تو ایسی صورت میں دوسرے مذاہب فقیہ کے علماء کی طرف مراجعت کرنے کی رخصت ہے۔ تو جب دوسرے علماء کرام کی طرف رجوع کیا تو ان حضرات نے ایسے مصاحف واوراق مقدسہ کو پاک کرنے کی دو صورتیں ذکر فرمائیں تغسیل

---

[84] (فتاوی مفتی اعظم، ج۵، ص ۲۰۶، مطبوعہ اکبر بک سیلرز، لاہور)

(دھونا) تحریق (جلانا) ان علماء میں سے بھی اکثر نے ایسے مصحف شریف کو دھونے کا ذکر فرمایا ایک دو نے جلانے کا۔

بوسیدہ مصاحف کے دھونے اور عدم تحریق کے متعلق مفصل گفتگو فقہ حنفیہ کی روشنی میں بھی ذکر کر دی گئی ہے لہٰذا ان اکثر علماء کرام اور فقہ حنفیہ کے اصولوں کے پیش نظر جن مصاحف کے ساتھ نجاست لگ چکی ہو یا ایسے ہی مقدس اوراق ہوں تو ان سے نجاست کو دور کرنے کے لئے ان کو دھونا واجب وضروری ہے اور اگر نجاست ان اوراق مقدسہ میں سرایت کر گئی تو تین دفعہ دھو کر ہر مرتبہ خشک کریں جب نجاست کے بالکلیہ زائل ہونے کا یقین ہو جائے اور وہ خشک بھی ہو جائیں تو ان کو دفن کر دیا جائے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

شیخ شہاب الدین بن احمد بن سلامہ قلیوبی متوفی ۱۰۲۹ھ اور شیخ سلیمان بن عمر الجمل متوفی ۱۲۰۴ھ لکھتے ہیں:

وَيَجِبُ غَسْلُ مُصْحَفٍ تَنَجَّسَ وَإِنْ أَدَّى إلَى تَلَفِهِ وَكَانَ لِمَحْجُورٍ وَلَا ضَمَانَ۔[85]

علامہ شرف الدین موسیٰ بن احمد موسیٰ ابو النجا الحجاوی متوفی ۹۶۸ھ لکھتے ہیں:

وَيَحْرُمُ أَنْ يُكْتَبَ الْقُرْآنُ وَذِكْرُ اللهِ بِشَيْءٍ نَجِسٍ أَوْ عَلَيْهِ أَوْ فِيهِ فَإِنْ كُتِبَا بِهِ أَوْ عَلَيْهِ أَوْ فِيهِ أَوْ تَنَجَّسَ وَجَبَ غَسْلُهُ وَقَالَ فِي الْفُنُونِ: إنْ قُصِدَ بِكَتْبِهِ بِنَجِسٍ إهَانَتُهُ فَالْوَاجِبُ قَتْلُهُ انْتَهَى۔[86]

---

85 (حاشیۃ قلیوبی علی شرح جلال الدین المحلی علی منہاج الطالبین، باب اسباب الحدث، ج ۱، ص ۴۱، دار الفکر، بیروت، حاشیۃ الجمل علی شرح منہج القلاب، باب الاحداث، ج ۱، ص ۷۸، دار الفکر، بیروت)

86 (الاقناع فی فقہ الامام احمد بن حنبل، فصل ومن احدث حرم علیہ الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۴۲، دار المعرفت، بیروت، کشاف القناع للشیخ منصور بن یونس بھوتی، ج ۱، ص ۱۳۷، دار الفکر، بیروت)

وفی شرح منتهی الارادت وَيَحْرُمُ كَتْبُ قُرْآنٍ وَذِكْرٍ بِنَجِسٍ وَعَلَيْهِ قَالَ فِي الْفُنُونِ: إنْ قَصَدَ بِكَتْبِهِ بِنَجِسٍ إهَانَةً، فَالْوَاجِبُ قَتْلُهُ وَإِنْ كُتِبَا بِنَجِسٍ أَوْ عَلَيْهِ أَوْ فِيهِ أَوْ تَنَجَّسَا وَجَبَ غَسْلُهُمَا۔ [87]

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن مفلح شمس الدین مقدسی حنبلی متوفی ۷۶۳ھ لکھتے ہیں:

وَمَا تَنَجَّسَ أَوْ كُتِبَ عَلَيْهِ بِنَجِسٍ غُسِلَ، قَالَ فِي الْفُنُونِ: يَلْزَمُ غَسْلُهُ، الخ۔ [88]

کشاف القناع للبہوتی میں ہے:

(فإن كتبا) أي القرآن وذكر الله (به) أي بالنجس (أو عليه أو فيه أو تنجس وجب غسله) ذكره في الفنون وقال فقد جاز غسله وتحريقه لنوع صيانة۔ [89]

مصطفیٰ بن سعد دمشقی حنبلی متوفی ۱۲۴۳ھ نے لکھا ہے:

(وَمَا تَنَجَّسَ أَوْ كُتِبَ) مِنْ قُرْآنٍ أَوْ حَدِيثٍ أَوْ كِتَابٍ فِيهِ ذَلِكَ بِنَجِسٍ يَلْزَمُ غَسْلُهُ أَوْ حَرْقُهُ۔ [90]

اور موسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

قَالَ الشَّافِعِيَّةُ: يَحْرُمُ وَضْعُ أَوْرَاقِ الْمُصْحَفِ عَلَى نَجِسٍ، وَمَسُّهَا بِشَيْءٍ نَجِسٍ وَلَوْ عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِهِ، وَيَجِبُ غَسْلُ الْمُصْحَفِ إِنْ تَنَجَّسَ وَلَوْ أَدَّى غَسْلُهُ إِلَى تَلَفِهِ، وَلَوْ كَانَ لِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ، وَيَحْرُمُ كِتَابَتُهُ بِشَيْءٍ نَجِسٍ، وَصَرَّحَ بِمِثْلِ ذَلِكَ الْحَنَابِلَةُ۔ [91]

---

87 (شرح منتهی الارادت المسمی دقائق اولیٰ النہی لشرح المنتہی للبہوتی، فصل فی الشک فی الطھارۃ، ج ۱، ص ۷۸، عالم الکتب، بیروت)

88 (الفروع وتصحیح، مایحرم علی المحدث، ج ۱، ص ۲۴۸، مؤسسۃ الرسالۃ)

89 (کشاف القناع، ج ۱، ص ۱۶۱، دار الکتب العلمیہ)

90 (مطالب أولي النہی في شرح غایۃ المنتہی، ج ۱، ص ۱۵۹، المکتبۃ الاسلامی)

91 (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، صیانۃ المصحف عن الاتصال بالنجاسات، ج ۱۰، ص ۳۸، ۳۹)

لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اگر مصحف شریف اور اوراق مقدسہ کے ساتھ نجاست لگ جائے تو ان کو دھو کر پاک کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

خاتمہ

قرآن مجید اور مقدس اسماء کی توہین کے متعلق شرعی حکم

قرآن مجید کا ادب واحترام اور تعظیم کرنا فرض ہے اسی طرح اسماء الٰہیہ اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء طیبات کی تعظیم وادب بھی واجب ولازم ہے۔ (کمامرّ ذکرہ)

قرآن حکیم اور مقدس اسماء کی توہین وبے ادبی کی چند صورتوں کے متعلق حضرات ائمہ اعلام وفقہاء اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ دیکھیے:

قرآن مجید کو حقیر جاننے اور اس پر پاؤں رکھنے کا حکم

قرآن مجید کو حقیر سمجھنا یا قرآن مجید پر توہیناً پاؤں رکھنا کفر ہے کیونکہ اس صورت میں قرآن مجید کی توہین وبے ادبی ہے جو کہ کفر ہے۔

علامہ زین الدین قاسم بن قُطلوبغا حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۸۷۹ھ لکھتے ہیں:

ومن استخف بالقرأة او بالمسجد او بنحوه مما یعظم فی الشرع کفر، ومن وضع رجله علی المصحف حالفا استخفافا کفر۔[92]

وفی یتیمة الفتاوی من استخف بالقرآن او المسجد او بنحوه مما یعظم فی الشرع کفر ومن وضع رجله علی المصحف حالفا استخفافا کفر انتهی۔ ولا یخفی ان قوله حالفا قید اتفاقی لا مفهوم له۔[93]

---

92 (من یکفر ولا یشعر، فصل فی القرآن والصلوٰۃ، ص ۳۳، ۳۴، مطبوعہ دار المقتبس، بیروت)

93 (شرح الامام علی قاری، کتاب الفاظ الکفر، ص ۱۳۰، مکتبہ عمریہ، کوئٹہ)

وفی البحر الرائق وَیَکْفُرُ۔۔۔بِوَضْعِ رِجْلِهٖ علی الْمُصْحَفِ عِنْدَ الْحَلِفِ مُسْتَخِفًّا۔[94]

قرآن مجید کی کسی بھی آیت کا مذاق اڑانے اور اس کے انکار کا حکم

قرآن حکیم کی کسی بھی آیت کا مذاق اڑانا یا قرآن حکیم کی کسی آیت کا انکار کر دینا کفر ہے۔

اذاانکر اٰیۃمن القراٰن اوسخرھا اوعابھافقد کفر۔[95]

وفی الکلمات المکفرۃ اذاانکر اٰیۃفی القراٰن اوسخر اٰیۃمن القراٰن یکفر۔[96]

مزامیر اور دف کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا

مزامیر (آلات موسیقی) کے ساتھ اور دف یا کسی باجے کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا کفر ہے۔

علامہ زین الدین قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

وفی الخلاصہ: من قرأالقراٰن علی ضرب الدف والقضیب یکفر۔[97]

قرآن مجید کو نجاست کی جگہ پھینکنا یا جان بوجھ کر زمین پر پھینکنا

قرآن حکیم کو (معاذ اللہ) نجاست وگندگی کی جگہ پر پھینکنا یا جان بوجھ کر زمین پر پھینکنا بھی کفر ہے۔

---

[94] (البحر الرائق، کتاب السیر باب احکام المرتدین، ج۵، ص ۲۰۵، مکتبۃ حبیبیہ، کوئٹہ، الفتاوی العلیمیہ، کتاب السیر، ج۲، ص ۳۶۰، شبیر برادرز، لاھور)

[95] (ھدیۃالمھدیین، ص ۲۱، مطبوعہ استنبول)

[96] (الکلمات المکفرۃ التی تجری علی السنۃ العامۃ، باب الثالث فیما یتعلق بکلام اللہ تعالیٰ، ص ۴۱، دار المقتبس، بیروت، شرح الامام علی القاری، ص ۱۳۱، مطبوعہ کوئٹہ، من یکفر ولا یشعر، ص ۳۴، ۷۷، بیروت، بھار شریعت، ح۹، ج۲، ص ۴۶۴، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

[97] (من یکفر ولا یشعر، ص ۳۳، دار المقتبس، بیروت، شرح الامام علی قاری، ص ۱۲۶، مطبوعہ کوئٹہ، بھار شریعت، ح۹، ج۲، ص ۴۶۴، کراچی، منح الروض الازھر، فصل فی القرأۃ والصلوٰۃ، ص ۳۸۶، کتب خانہ رشیدیہ، پشاور)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۰۶۲ھ شفاء شریف کی اس عبارت "**اعلم ان من استحف بالقرأن او المصحف او بشئی منه**" کے تحت لکھتے ہیں:

کبعض اجزائه قال ابن حجر ومن الاستحفاف به القاءه فی القاذورات بغیر عذر ولا قرینة تدل علی عدم الاستهزاء وان ضعفت والمراد بها النجاسات مطلقا بل والقدر الطاهر ایضا کما صرح به بعضهم وکالقاء المصحف بالقذر۔۔۔۔ والقاء المصحف فی المکان القذر کالقائه فی القاذورات انتهی ملخصا۔[98]

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

یونہی بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا، مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔[99]

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں قرآن مجید کو زمین پر پٹخنا اس کی توہین ہے اور یہ کفر ہے۔[100]

تلاوتِ قرآن مجید کا مذاق اُڑانا

قرآن مجید کی قرأت وتلاوت کا مذاق اڑانا بھی کفر ہے (نہ کہ قاری کے لب ولہجہ وآواز کا مذاق) اسی طرح ہنسی ومذاق کی نیت سے کسی آیت کو پڑھنا بھی کفر ہے اور استہزاء ومذاق کے طور پر قرآن پاک کی قرأت کو سننا بھی۔

---

98 (نسیم الریاض، ج۴، ص۵۵۴، ادارہ تالیفات اشرفیه، ملتان)

99 (بهار شریعت، ح۹، ج۲، ص۴۵۵، مطبوعه کراچی)

100 (فتاویٰ امجدیه، ج۴، ص۴۴۱، مکتبه رضویه، کراچی)

جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

من سمع قرأة القران فقال استهزاء بها صوت طرفة كفر اى نغبة عجيبة انما يكفر اذا قصد الاستهزاء بالقرأة نفسها بخلاف ما اذا استهزاء بقارئها من حيثية قبح صوته فيها و غرابة تادّيته لها و فى الفتاوى الظهيرية من قرأ اية من القران على وجه الهزل كفر۔[101]

و من سمع قرأة القران فقال استهزاء صوت طرفة كفر۔ و فى الفتاوى الظهيرية و من قرأ أية من القران على وجه الهزل كفر۔[102]

اسماء الٰہیہ کا مذاق اڑانے اور ان کی توہین کا حکم

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا مذاق اڑانا کفر ہے اسی طرح بہارِ شریعت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی تصغیر کرنا (اسے بگاڑ دینا) کفر ہے جیسے کسی کا نام عبد اللہ یا عبد الخالق یا عبد الرحمٰن ہو اسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ ایسے حروف ملا دیں جس سے تصغیر سمجھی جاتی ہے۔[103]

شیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف بہ ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

فَيَكْفُرُ إذَا وَصَفَ اللهَ تَعَالَى بِمَا لَا يَلِيقُ بِهِ أو سَخِرَ بِاسْمٍ من أَسْمَائِهِ۔۔۔۔۔۔ وَبِإِدْخَالِهِ الْكَافَ في آخِرِ اللهِ عِنْدَ نِدَائِهِ من اسْمُهُ عبد اللهِ وَإِنْ كان عَالِمًا على الْأَصَحِّ وَبِتَصْغِيرِ الْخَالِقِ عَمْدًا عَالِمًا۔[104]

---

101 (مسخ الروض الازهر، فصل فی القرأۃ والصلوٰۃ، ص ۳۸۷، ۳۸۸، پشاور)

102 (من یکفر و لا یشعر، ص ۳۴، ۵۷، بیروت، شرح الامام علی قاری، ص ۱۳۲، ۱۳۳، کوئٹہ)

103 (بہار شریعت، ج ۲، ص ۴۶۲، مطبوعہ کراچی)

104 (البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج۵، ص ۲۰۲، ۲۰۳، مطبوعہ کوئٹہ، الفتاوی الھندیۃ، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۸، ۲۶۲، المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ)

بسم اللہ شریف کی بے ادبی کا حکم

بسم اللہ شریف کی توہین و بے ادبی کفر ہے۔

علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

مسئلہ ۴۶: شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت "**بسم اللہ**" کہنا کفر ہے۔ دو شخص جھگڑ رہے تھے ایک نے کہا "**لا حول و لا قوۃ الا باللہ**" دوسرے نے کہا **لا حول** کا کیا کام یا **لا حول** کو میں کیا کروں یا **لا حول** روٹی کی جگہ کام نہ دے گا۔ یونہی **سبحان اللہ** اور **لا الہ الا اللہ** کے متعلق اسی قسم کے الفاظ کہنا کفر ہے۔[105]

وفی المجمع الانہر وَيَكْفُرُ بِالِاسْتِهْزَاءِ بِالْأَذْكَارِ وَبِشُرْبِ الْخَمْرِ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ أَوْ قَالَ ذٰلِکَ عِنْدَ الزِّنٰی وَعِنْدَ الْحَرَامِ الْمَقْطُوعِ بِحُرْمَتِهِ أَوْ عِنْدَ أَخْذِ كَعْبَيْنِ لِلنَّرْدِ أَوْ عِنْدَ رَمْيِ الرَّمْلِ وَطَرْحِ الْحَصَى كَمَا يَفْعَلُهُ أَرْبَابُ الْفَأْلِ لِأَنَّهُ اسْتَخَفَّ بِاسْمِ اللّٰہِ تَعَالَی۔[106]

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و الہ و صحبہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(تعظیم قرآن اور مقدس اوراق کے احکام)

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

---

105 (بہار شریعت، ح ۹، ج ۲، ص ۴۶۵، کراچی، الفتاوی الھندیۃ، ج ۲، ص ۲۷۳، ۲۷۴، کوئٹہ)

106 (مجمع الانہر، الفاظ الکفر انواع، الثالث فی القران والاذکار، مسخ الروض الازھر، ص ۳۹۰، کتب خانہ رشیدیہ)